رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ١٢ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام سنہ ١٣٤٢ھ | جلد ١٢

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ ذالحجۃ الحرام ۱۳۲۷ھ	نمبر ۱۲

مناظرۂ امجدیہ حصہ ثانیہ

اس کتاب کا اعلان ۱۱ مین ہوچکا ہے کہ الحمدللہ یہ کتاب چھپکر تیار ہے حجم اسکا ۲۳۰ صفحہ علاوہ ٹائٹیل ہے قیمت ۲ مگر خریداران اصلاح کو جو ۲۸ کا چندہ پیشگی بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین بجائے دو روپیہ ایک روپیہ کو دیجائیگی - اس رعایت کی مدت مینے عید غدیر تک قرار دی تھی - مگر چونکہ ۱۱ بہت تاخیر سے شایع ہوا اور قوم کا اصرار ابھی تک توسیع مدت پر قائم ہے لہذا اس تخفیف کو ۳۰ محرم تک وسیع کرتا ہون کہ جو صاحب ۲ چندہ اصلاح اور ایک روپیہ تخفیفی مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ جملہ سے بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے اس رعایت سے قدیم وجدید خریداران مستفید ہوسکتے ہین اس سال کا انعام یہی ہے کہ مناظرہ امجدیہ بجائے ۲ عہ کو دیجائے بعنر کوئی انعام اسوقت نہ مرتب ہوا ہے نہ ابھی اسکی امید ہے - ہان چونکہ ڈاکخانہ کا انتظام حسب خواہ نہین ہے اکثر کتابین تلف ہوتی ہین لہذا روانگی کتاب کی دو ہی صورت ہے یا تو بیرنگ روانہ کیجائے جس سے مومنین کو ۳ محصول دینا ہوگا - دوسرے یہ کہ بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے اسمین دفتر کو فی جلد ۳ نقصان برداشت کرنا ہوگا لہذا بہترین صورت یہ ہے کہ جن حضرات کا چندہ مع قیمت مناظرہ امجدیہ وصول ہوجائے اون کی خدمتمین یہ کتاب بذریعہ ویلو ۳ برائے وصولی محصول ڈاک روانہ کیجائے جسمین کفایت منظور ہے - اب آپ حضرات کو جیسا منظور ہو مطلع فرمایئے -

عرض حال

اوّلاً ان حضرات برادران ایمانی کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے ہمارے مصائب مندرجہ ۱۱ کو ملاحظہ فرماکر بکمال ہمدردی خطوط تعزیت لکھے خداوند عالم ان حضرات کو جزاے خیر عنایت کرے اور اوسی سے امید ہے کہ ہمکو اور جملہ مومنین کو سائر آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے بحق محمدؐ و آلؑ۔

اس سال جس کامیابی سے اشاعت اصلاح ہوا کی ناظرین اوس سے بخوبی مطلع ہین کہ عام طور سے ہر عربی مہینہ کے پہلے ہفتہ مین اصلاح خریداران کے پاس پہونچ جاتا تھا مگر کاتب صاحب کے بوقت علالت سے ۱۱ ۲۵ ذیقعدہ کو شایع ہوا جس سے ناظرین کو انتظار کی سخت تکلیف اوٹھانی پڑی ۱۲ کے نسبت پہلے یہ خیال ہوا کہ شیعہ کانفرنس اجلاس سوم کے حالات بھی اس نمبر مین شایع کردئیے جائین جس سے لازمی طور پر ۱۵ ذیحجہ تک انتظار کرنا پڑا اڈیٹر بغرض شرکت کانفرنس لکھنؤ گیا اور یہان بقیہ مضامین کے چھپنے کا انتظام کردیا گیا۔ اتفاقاً ۱۱ ذیحجہ سے جناب والد علام فخر المحققین ادام ظلہ بوجہ مرض چشم کچھہ ایسا علیل ہوگئے کہ ہمکو فوراً لکھنؤ سے واپس آنا پڑا اور جناب دام ظلہ کو بغرض علاج چھپرہ لیجانا ہوا۔ وہان برادرم مولوی محمد حیدر سلمہ بھی سخت علیل ہوگئے جس سے خلاف امید زیادہ قیام کرنا پڑا ان وجوہ سے ۱۲ کی اشاعت بہت تاخیر سے ہوئی جو آپ حضرات کے پیش نظر ہے۔ اور کسی طرح اسکی امید نہین معلوم ہوئی کہ محرم ۲۸ھ کا پرچہ قبل عشرہ شایع ہو سکے لہذا کمال ادب ملتمس ہین کہ اس خلاف معمول تاخیر کو معاف فرمائینگے جن حضرات کے خطوط کی تعمیل اس عرصہ مین نہ ہوئی ہو یا انکو جواب شافی نہ ملا ہو وہ مکرر مطلع فرمائین کہ ہم سب نہایت مجبوری اور پریشانی مین مبتلا اور دفتر سے غیر حاضر تھے۔

یہ بھی اتفاق کہ اس دفعہ حجم رسالہ حد سے گھٹ گیا ۸ صفحہ پر شایع ہو رہا ہے مگر پھر بھی بہت سے ضروری مضامین رہگئے جیسے حرمۃ الخمر، تفسیر اہل التطہیر، الامامۃ (جسکی کاپی بھی تیار ہے) لیکن کچھہ حصہ اس رسالہ کا بقیہ مضمون ۱۲ کا تھا اور کچھہ ضروری جدید مضامین جن سے وہ سب مضامین اسوقت معطل کئے گئے۔ انشاءاللہ آیندہ نمبرون سے پھر اوسکا سلسلہ قائم کیا جائیگا اور کیا عجب کہ الامامۃ دو تین نمبرون مین تمام ہو جائے کیونکہ مصنف صاحب کا کل مسودہ دفتر مین آگیا ہے۔

الشمس کی نسبت جسقدر خطوط اشتیاق و انتظار کے آرہے ہین کسی طرح مین اونکا شکریہ

نہین ادا کرسکتا۔ مگر مین کیا کہون کہ کن وجوہ سے اسکی اشاعت مین تاخیر ہوتی چلی جا رہی ہے ۱۳۲۱ھ ۱۳۲۱۔ جلد ۴ سنہ ۲۶ حصہ کا باقی تہا جسکو مین اسوقت نہایت ابتری مین شایع کر رہا ہون بقیہ مضامین اسکے انشاء اللہ جلد ۵ مین شایع ہونگے جسکی ابتدا بجائے سنہ ۲۷ صہ ماہ صفر ۲۸ھ سے بکمال اہتمام ہوگی۔ ناظرین الشمس سے امید وار دعا ہون۔

اپنے برادران ایمانی سے ہمکو اسکی بہی امید ہے کہ جناب والد علام دام ظلہ و برادرم سلمہ کی صحت کیلئے مخصوصاً دعا فرمائینگے کہ دل و دماغ ہملوگونکا کسی طرح سے مطمئن نہین ہے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق جسقدر سرمایہ اس تین برس مین فراہم ہوا بارہا عرض کرچکا ہون کہ للعہ ۶۱۶ جمع ہوا۔ تاریخ الاذان قیمتی۔ تصحیح تاریخ قیمتی۔ مناظرہ امجد حصہ دوم اسی کمپنی کی بدولت شایع ہوچکین۔ عقل و تہذیب الحدیث بہی قریب اختتام ہے مگر ہنوز ناتمام ہے۔ تاریخ الاذان حصہ دوم بہی زیر طبع ہے۔ لیکن ہم حساب و کتاب ان کارروائیونکا نہین عرض کرسکتے کیونکہ اتنی فرصت نہ ملی جو فرحساب درست کرکے قوم کے سامنے پیش کرتے نہ اسکا موقع ملا کہ شرکائے کمپنی کو ایک ایک نسخہ اسکا بطور تحفہ روانہ کرتے کہ بعد انعقاد کمپنی منافع کمپنی مین اوسکا حساب کیا جاتا یا اصل مال مین۔ مگر فضل خدا سے امید ہے کہ ربیع الاول تک ہم اسکا حساب پیش کرسکین۔ ہان شرکائے کمپنی اگر مال کمپنی سے کسی کتاب کو طلب فرمائینگے تو بلا عذر روانہ ہوگی۔

مظفری یتیمخانہ فنڈ کئی سال کیچ بیکار پڑا ہے ۵۵۸ روپیہ اس فنڈ مین جمع ہوا جسکے نسبت بارہا عرض کیا گیا کہ قوم اپنی راے سے مطلع کرے اسکا کیا انتظام کیا جاے کیونکہ نہ اسقدر سرمایہ ہے جس سے یتیمخانہ کہل سکے نہ آیندہ کوئی امید معلوم ہوتی ہے۔ لہذا گذشتہ نمبرون مین مینے یہ تجویز پیش کی تہی کہ یہ سرمایہ کسی شیعہ انجمن یا مدرسہ کو منتقل کیجائے۔ مگر نہ قوم نے اس پر توجہ کی نہ مجھے حوادث زمانہ سے مہلت ملی کہ کچھ غور و فکر کرسکون لہذا پہر گذارش ہے کہ جن حضرات نے یہ سرمایہ فراہم کیا ہے وہ اپنی اپنی راے سے مطلع فرمائین کہ اوسکی تعمیل کیجائے۔

قومی اخبارات۔ افسوس کہ یہ سال ہمارا قومی اخبارونکے لئے نہایت برا تہا۔ حسین اخبار اثنا عشری سا معزز باوقار ہفتہ وار اخبار پندرہ روزہ ہوگیا۔ اور پندرہ روزہ اشاعت بہی باقاعدہ نہ ہوسکی۔ اگر غور کیا جائے تو اس سے بڑہکر ہماری قومی ذلت کیا ہوسکتی ہے جسکا ایک اخبا

بھی ہفتہ وار نہ چل سکا۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ دوسرے معاصرین نے بھی کسی طرح اس حال سے قوم کو مطلع نہ کیا کہ شاید اونہیں کے لکھنے سے کچھ اثر ہوتا اور قوم اپنے اس ارگن کو ترقی دیتی۔ اب الحمدللہ اس خبر سے نہایت مسرت ہوتی ہے کہ جناب سید صغیر حسن صاحب شمس مالک اخبار اثنا عشری امید واثق دلاتے ہین کہ جنوری سنہ ۲۰ سے پھر ہفتہ وار ہو جائیگا۔ اب قوم کا فرض ہے کہ اپنے اس قومی ارگن کو جہانتک جلد ہو سکے زندہ کرکے اسکی ترقی و اشاعت مین کوشش کرے۔ پہلا پرچہ ہفتہ وار کا وصول ہو چکا ہے۔

بقیہ اخبارات کی نسبت ہم کوئی راے اسوقت نہین دیسکتے مگر اخبار النجم کے دلخراش فقرات بغرض عبرت پیش کرتے ہین تاکہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ہمارے برادران یوسف کس نظر سے ہماری قومی عزت کو دیکھتے ہین۔

النجم مورخہ ۶ ذیقعدہ لکھتا ہے: "اب مدت سے الشمس بھی بند ہو گیا شیعہ و اثنا عشری وغیرہ بھی النجم کے مقابلہ مین آنے سے روپوشی اختیار کی صرف بیچارہ ایڈیٹر اصلاح پر یہ مصیبت ڈال دیگئی کہ وہ النجم کے کسی کسی مضمون کے جواب مین دو چار مہینے کے بعد کچھ نہ کچھ لکھدیا کیے غالباً چندروز مین اس بیچارہ کو بھی اس مصیبت سے نجات ملجائے"

ان فقرات نے غالباً آپکے دل پر نشتر سے کم اثر نہ کیا ہوگا۔ دل مسوس کر رہ گئے ہونگے مگر آپکی ایک ادنی ہمت سے یہ سب عقدہ حل ہو جاتے ہین کہ جسطرح دوسری زندہ قومین اپنے قومی اخباروںکے اشاعت و ترقی مین کوشش کرتی ہین آپ بھی اوس پر آمادہ ہو جائین تو کامیابی یقینی ہے

دہلی گزٹ۔ بھی ہفتہ وار نکلتا ہے جسکی غرض اصلی اوس بڑے موذی کا سر کچلنا ہے جو یزید کا پرانا اور بڑا ٹھیکہ دار ہے۔ اس دہلی گزٹ نے کتاب اثبات شہادت امام حسینؑ کی اشاعت بھی شروع کردی ہے جو قابل دید ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ کسی دلیل و برہان کا محتاج نہین ہے مگر چونکہ خوارج کرزن گزٹ سے نہین بالیدہ ہو رہے ہین لہذا اس عصائے موسوی کا قائم ہونا دفع سحر فرعونی کیلئے ضروری ہے۔ خدا کرے ٹھیکہ داران امرتسر و پٹیالہ کے مقابل مین بھی کوئی سپہ سالار مثل مختار پیدا ہو۔

شکریہ معاونین اصلاح۔ ہم کسی طرح اپنے اون برادران ایمانی کا شکریہ نہین ادا کر سکتے

جنہوں نے اس سال بالخصوص اشاعت اصلاح میں کوشش فرمائی خداوند عالم ان حضرات کو جزائے خیر عنایت فرمائے جو رضائے اہلبیت اطہار علیہم السلام کی اشاعت میں کوشش فرماتے ہیں۔ اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

فہرست اسمائے معاونین اصلاح بابت ۱۳۲۷ھ

نمبر شمار	اسمائے	تعداد	نمبر شمار	اسمائے	تعداد
۱	جناب سید مولوی احسین صاحب مجانظر فتر ۲۶۷۶	۴	۱۸	جناب مولوی محمد کاظمین صاحب مولوی فاضل ۲۹۲۴	۱
۲	جناب سجاد حسین صاحب کانسٹبل ۳۲۴۲	۱	۱۹	جناب قاضی جواد حسین صاحب ۳۰۲۶	۱
۳	جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب ہیڈ کانسٹبل ۳۵۳۵	۲	۲۰	جناب منشی سید رضا حسین صاحب ۲۸۶۳	۱
۴	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہروی ۳۱۵۷	۲	۲۱	جناب اللہ داد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ۳۴۴۹	۱
۵	جناب مولوی حلبی سید حسین علیشاہ صاحب ۲۵۵۹	۳	۲۲	جناب سید محمد رضا صاحب کانپور	۱
۶	جناب خانصاحب بہادر سید دیدار حسین صاحب ۱۲۷	۱	۲۳	جناب منشی نہال احمد صاحب رجسٹرار ۲۹۱۷	۱
۷	جناب میر سجاد حسین صاحب ۱۹۹۰	۱	۲۴	جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر ۳۴۲۸	۴
۸	جناب قاضی منشی محمد رضا علی صاحب محرر ۳۵۰۲	۱	۲۵	جناب منشی حکیم سید سجاد حسین صاحب اصلباتی	
۹	جناب مولوی محمد باقر صاحب ۱۵۵۴	۳		نوٹس ۳۱۶۶	
۱۰	جناب منشی عترت حسین صاحب کانسٹبل ۲۵۱۶	۱	۲۶	جناب منشی رضا حسین صاحب کانسٹبل ۳۵۲۰	۱
۱۱	جناب سید تجمل حسین صاحب وکیل ۱۰۹	۲	۲۷	جناب سید محبوب علی شاہ صاحب تحصیلدار ۳۵۴۴	۳
۱۲	جناب ڈاکٹر مرید حسین صاحب ۵۸۱	۳	۲۸	جناب آغا اکبر علی خاں صاحب بادشاہ صاحب ۲۲۹۳	۲
۱۳	جناب سید ابن علی صاحب حسن پور	۱	۲۹	جناب نواب وحید الدین حیدر صاحب	
۱۴	جناب منشی حکیم فضل حسین صاحب انسپکٹر ۲۰۸۲	۵		ڈسٹرکٹ خیبر ۱/۳۱ ۲۴۲	۱
۱۵	جناب حکیم دار الاصلاح بادشاہ علی صاحب ضیا	۲	۳۰	جناب سید الطاف حسین صاحب سررشتہ دار ۶۸۳	۱
۱۶	جناب منشی ولایت حسین صاحب ہیڈ مہر ۲۰۰۹	۱	۳۱	جناب منشی سید نثار عباس صاحب ۲۱۳۹	۲
۱۷	جناب سید دلدار حسین صاحب رئیس ۱۹۵۸	۱	۳۲	جناب منشی سید اظہر حسین صاحب افسر دوم ۲۸۹۳	۳

نمبر	نام	تعداد	نمبر	نام	تعداد
۳۳	جناب مولوی غلام باقر کاظم علی صاحب ۳۳۷۹	۱	۵۶	جناب مرزا انتشار علی صاحب ۱۳۷۱	۲
۳۴	جناب مرزا امداد شاہ صاحب دہلی	۳	۵۷	جناب منشی محمد محسن صاحب منصرم ۳۴۵۳	۲
۳۵	جناب آغا سید علی صاحب ذاکر ۲۲۳۴	۱	۵۸	جناب مولوی تصدق حسین صاحب ۱۲۲۶	۲
۳۶	جناب منشی مرزا عبد العلی صاحب [illegible]	۱	۵۹	جناب سید امام علیشاہ صاحب	۱
۳۷	جناب سید ناظم علی صاحب [illegible]	۱	۶۰	جناب منشی میر اسرار حسین صاحب گرداور	
۳۸	جناب منشی یاور حسین صاحب ۸۵۱	۱		قانونگوے ۱۵۵۶	۱
۳۹	جناب بابو محمد طفیل احمد صاحب ۴۶۷۴	۱	۶۱	جناب منشی سید مقبول حسین صاحب پنشنر ۲۷۳	۱
۴۰	جناب سید علمدار حسین صاحب طالب العلم ۲۷۰۲	۲	۶۲	جناب حکیم نصیر الدین حیدر صاحب	۱
۴۱	جناب سید علی عباد صاحب سرسوی ۲۸۹۰	۱	۶۳	جناب مولوی سید علی صاحب منصبدار	۱
۴۲	جناب میر عاشق علی صاحب ۳۶۵۹	۳	۶۴	جناب سید نظیر الحسن صاحب رئیس ۹۰۶	۳
۴۳	جناب منشی نصیر احمد صاحب امین نہر گنگ ۳۱۱۷	۱	۶۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب ۳۴۳۱	۲
۴۴	جناب محمد اکبر علی شاہ صاحب ۳۵۳۵	۵	۶۶	جناب مہدی شاہ صاحب حولدار ۳۸۵۲	۱
۴۵	جناب نواب مرزا مہدی علی صاحب کمشنر آف سشن ۲۲۸۲	۲	۶۷	جناب نواب اعظم حسین خان صاحب کربلائی ۳۷۱۶	۱
۴۶	جناب سید ابو احمد صاحب سربراہکار ۸۰	۲	۶۸	جناب نواب ابو علی حسین جان خان صاحب ۳۶۰۶	۲
۴۷	جناب منشی سید مراد حسین صاحب محرر [illegible] ۳۵۹۱	۱	۶۹	جناب غلام محی الدین صاحب ۳۶۸۳	۱
۴۸	جناب مولوی سید محمد رضی صاحب امین نہر ۱۹۹۵	۱	۷۰	جناب مولوی علی حیدر صاحب دہلی	۱
۴۹	جناب ڈاکٹر عنایت حسین خان صاحب ۳۶۶۷	۱	۷۱	جناب سید امجد علی صاحب کربلائی ۱۵۶۰	۱
۵۰	جناب حاجی سید محمد رفیع صاحب ۲۷۶۱	۱	۷۲	جناب سید مہدی حسن صاحب سرسوی	۲
۵۱	جناب سردار راحت علی خان صاحب ۱۰۲۳	۴	۷۳	جناب میر مصطفے حسین صاحب سوپروائزر ۱۸۱۷	۲
۵۲	جناب منشی ابرار حسین صاحب [illegible]	۱	۷۴	جناب مرزا نوازش علی صاحب ۲۸۵۹	۲
۵۳	جناب منشی محمد حنیف صاحب نقلنویس ۱۶۷۵	۱	۷۵	جناب منشی سید حیدر حسین صاحب پٹواری ۲۵۵۰	۱
۵۴	جناب سید حسن علی صاحب کتب فروش	۲	۷۶	جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب	
۵۵	جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شیدا	۱		خاور ۳۶۱۲	۲

نمبر	نام	تعداد	نمبر	نام	تعداد
۱۲۱	جناب مولوی سید محمد صادق صاحب ناظق	۱	۱۲۴	جناب سید فیض الحسن صاحب مختار عام ۲۴۲۴	۱
۱۲۲	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بخشی ۲۴۴۹	۱	۱۲۵	جناب سید محمد صاحب ۲۳۲۱	۱
۱۲۳	جناب سید مہدی حسن صاحب ترمذی	۱	۱۲۶	جناب مولوی نظیر احمد صاحب وکیل	۱

اہلحدیث - مورخہ ۰ ذیحجہ اپنے نامہ نگار سے لکھتے ہین " جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تمام تحریر و تقریر کا ماخذ جناب مولوی حامد حسین صاحب کی عبقات ہے اور اس بحث مین ابتک جو مضامین انہون نے شایع فرمائے ہین وہ گویا اسی کتاب عبقات کا ترجمہ اور ماحصل ہے اسلئے میرا اصلی تخاطب اس تحریر مین گو صاحب عبقات ہی کے ساتھ ہوگا " صفحہ
اب براہ کرم اڈیٹر بتائین یہ مضامین عبقات الانوار کی کس جلد مین ہین اگر جلد اور مطبع و صفحہ کا حوالہ تحریر فرمائین تو عــہ انعام مجھسے وصول کرلین ورنہ آیہ معلومہ کی تلاوت فرمائین -

افسوس اب حضرات اہلسنت مین کیسے کیسے علما پیدا ہو رہے ہین جنہین مشرق و مغرب بھی نہین معلوم ہوتا صاحب عبقات کے جواب کی آرزو مین نواب صدیق حسن خان و مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے جان دیدی اور ایک حرف کا جواب نہ لکھ سکے - اب الٹو بھی علامہ پیدا ہوئے ہین جو اپنے جواب کا جواب دہ اون حضرات کو سمجھتے ہین جنکے کلام کو سمجھ بھی نہین سکتے - حالانکہ خود مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کا جواب ابتک کوئی صاحب نہ دیسکے - فخر رازی کا حال انشاء اللہ آیندہ نمبر وغیرہ مین لکھا جائیگا کہ اڈیٹر صاحب کی آنکھ کھل جاے -

تعصب مین ترقی - افسوس کہ جسقدر حقیقت کا انکشاف ہو رہا ہے اور حق کی طرف میل ہو رہا ہے اوسیقدر مخالفین کا تشدد بڑھ رہا ہے - اس نمبر مین ایک تحریر مین آپ دیکھینگے کہ وہ شخص اپنے ہاتھ سے خط لکھتا ہے نہ اپنا نام ظاہر کر رہا ہے دوسرے خط مین یہ فرمایش ہے کہ جواب اسکا کتابونکے ذیل کے اندر ہو کیونکہ پیشہ خطوط محفوظ نہین رہتے ہمارا راز کھل جائیگا - دیکھئے ہماری قوم کب تک خواب غفلت مین مبتلا رہتی ہے جو ایسے تازہ مسلمانون کی فکر نہین کرتی -

کیا ہمارے روسا مین کچھ ایسے رئیس نہین رہے جو ایسے اشخاص کی مفت مدد نہ کرین بلکہ کسی خدمت پر مامور کرین - جو خط قبول حق مع تشدد مخالفین کے عنوان سے شایع ہوا ہے وہ ایک لائق طبیب ہین اور فن ڈاکٹری مین بھی کمال رکھتے ہین اگر کوئی عالی ہمت رئیس انکے طلب پر آمادہ ہون تو دفتر اصلاح کے ذریعہ سے مراسلات کرین -

آل انڈیا شیعہ کانفرنس اجلاس سوم

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس دوم منعقدہ ۱۹۰۸ء بہت کچھ کامیاب و بارونق رہا لیکن اوس سال چند قدرتی زور اتفاقی امور بھی ایسے پیدا ہو گئے تھے جن سے اسکی کامیابی چندان حیرت انگیز نہین معلوم ہوئی۔ بخلاف اسکے اس سال کانفرنس کے ترقی کا کوئی ایک بھی خاص محرک نہ ظاہر ہوا کیونکہ سال گذشتہ کی شرکت کانفرنس سے اکثر حضرات کا وہ شوق جو ایک بالکل ہی عجوبہ اور عسیر الوقوع چیز کے دیکھنے کیلئے ہوتا ہے زائل ہو چکا تھا۔ ڈیپوٹیشن بھی بمقابلہ سال گذشتہ بہت کم گئے۔ نواب رامپور یا کسی خاص رئیس کے آنے اور مومنین کے دلوں کو کانفرنس کیطرف مقناطیسی کشش کیطرح کھینچنے کی امید بھی نہ تھی۔ بلکہ برعکس اسکے بوجوہ مومنین کی دل شکستگی اور افسردگی خاطر اور کارکن حضرات کے شکایات کی آواز تمام بلند تھی جس سے اس سال کانفرنس کے کامیاب اور بارونق ہونیکی امید نہ تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ سارے اندیشے غلط نکلے اور اس سال کا اجلاس بھی بہت کچھ کامیاب رہا جس سے اسکے استقلال استحکام اور روزافزون ترقی و اشاعت کی قوی امید پیدا ہوئی ہے۔

صدارت اور طعام کا مسئلہ نہایت اہم ہو رہا تھا اور عرصہ تک زیر تجویز رہا لیکن جب کانفرنس کا وقت نہایت تنگ رہگیا اوسوقت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ نے صدارت کو قبول فرما کر اور علمائے اور رؤسائے لکھنؤ نے خاص طور پر کھانے کا انتظام کر کے ان دونوں مرحلوں کو نہایت خوش اسلوبی سے حسب مقتضائے ضرورت طے کر دیا انعقاد کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر مطابق ۱۲-۱۳-۱۴ ذیقعدہ مقرر تھین۔ اور اجلاس وہی معاہدہ انجمن رفاہ عام کے احاطہ مین ہوا جسمین دو سال قبل ہو چکا تھا۔ جلسون کیلئے ایک عالیشان اور سال گذشتہ سے بھی زیادہ وسیع پیمانہ پر پنڈال بنایا گیا تھا اور مومنین کیلئے اوسی احاطہ مین متعدد کیمپ قائم کئے گئے تھے ۲۴ دسمبر یوم عید الاضحی تک کل سامان تیار ہو گیا تھا اور سارے انتظامی امور انجام پا گئے تھے۔ ۲۵ دسمبر علی الصبح ہی سے مومنین جوق جوق لکھنؤ مین آنا شروع ہوئے اور شام تک شہر لکھنؤ عجب منظر ہو گیا ہندوستان کے قریب قریب ہر صوبہ سے بتعداد کثیر ممبر و وزیٹر تشریف لائے تھے صوبہ بمبئی و مدراس مین بھی ڈیپوٹیشن روانہ کئے گئے اور کچھ کامیابی بھی ہوئی چنانچہ بمبئی سے امین التجار صاحب اور چند معزز حضرات تشریف لا کر کانفرنس کو خاص زینت بخشی تھی۔ غرض کوئی صوبہ غالباً خالی نہ رہا اور مجموعی تعداد کل ممبر

و وزیٹر حضرات کی دو اور تین ہزار کے درمیان تھی جنمیں غربا متوسطین متمولین - رؤسا نوابان راجہ وکیل بیرسٹر اور دیگر معزز عہدون کے حضرات سب ہی تھے - مجتہدین بھی کل موجود تھے باستثنا اصحاب مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ کے کہ آپکے تشریف نہ لانے سے ساری کانفرنس متحیر اور افسردہ تھی اور عوام سے لیکر علما تک نہایت ہی مضطربانہ طور پر جناب کے تشریف نہ لانیکا سبب اور کیفیت مزاج دریافت کرتے اور آپکے تشریف نہ لانیکو باعث بے رونقی کانفرنس قرار دیتے تھے ۔

ہر صیغہ کا انتظام بھی نہایت معقول رہا - اخراجات بھی بہت ہی مناسب اور معتدل ہوے جس سے نہ اسراف کا الزام عاید ہوسکتا ہے نہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف ہونے پائی رزولیوشن بھی بہت ضروری اور نہایت مفید پاس ہوے - ترقی کی عملی کوششوں مین بھی اچھی کامیابی ہوئی چندہ بھی مناسب جمع ہوے گذشتہ دو سال کی چند خرابیان بھی رفع ہوئین - خان بہادر سید محمد ہادی صاحب شکر سازی کا مختصر کارخانہ بھی لائے تھے جو بطور نمایش پیش کیا گیا غرض جس حیثیت سے دیکھا جائے اس سال بھی کانفرنس بہت کامیاب رہی اور اسکے تیسرے سال مین ایسی نمایان ترقی اور یہ کامیابی سوائے تائید غیبی اور نصرت خدا کے کسی دوسری چیز سے نہین ہوسکتی ۔

بہرکیف یہانتک تو کانفرنس کے عام حالات تھے اب روزانہ کی کارروائی ملاحظہ ہو ۔

(۱) ۲۵ دسمبر

آج دس بجے سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بہ صدارت جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ منعقد ہوا اور ۲۶ کو پیش ہونے والے رزولیوشن طے کئے گئے ۔

کارروائی ۲۶ دسمبر

اجلاس کا وقت ۹ بجے سے مقرر تھا چنانچہ اسوقت تک تمام ممبران و وزیٹران سے پنڈال بھر گیا تھا ۱۰ بجے پریسیڈنٹ صاحب تشریف لائے جسپر صلوۃ کے نعرے چار پانچ منٹ تک بلند رہے - اوسکے بعد پروگرام تقسیم ہوا عالیجناب معتمد الرضا خادم سید الشہدا راجہ محمد سردار حسین خانصاحب بہادر تعلقدار بہٹوا مئو ضلع بارہ بنکی استقبالی تقریر آپکے ہونہار اور لائق صاحبزادہ جناب نواب شہنشاہ حسین صاحب نے پڑہی جس سے راجہ صاحب کی روشن دماغی و عالی خیالی ضروریات زمانہ کا احساس ظاہر ہے اور ہماری قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اسمین ابتک ایسے روشن دماغ رؤسا موجود ہین ۔

بعد اس تقریر کے جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ ڈلیس پر تشریف لائے اور نہایت موثر الفاظ مین جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کے صدارت کی تحریک کی آپکی تقریر دس منٹ تک رہی اور مومنین کے دلونکو بے اختیار کئے رہی۔ بعد اوسکے جناب مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کی تائید کی پھر جناب راجہ امام علی خانصاحب بھٹو امونے تائید کی جسکے بعد نعرہ صلوۃ کے ساتھ مولانا ممدوح کرسی صدارت پر تشریف لاکر رونق افروز ہوئے۔ اور اپنی تقریر افتتاحی ارشاد فرمائی۔

جناب کے اثنائے تقریر مین کچھ ترشح ہوا جس سے خوف تھا کہ انتشار پیدا ہوگا لیکن باوجود تکلیف اور بھیگنے کے ذرا بھی اضطراب ممبران مین نہ پیدا ہوا اور نہایت توجہ سے تقریر سنتے رہے۔ گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی پھر سکریٹری صاحب ڈلیس پر تشریف لائے اور اپنی رپورٹ سالانہ کو مختصر کرکے بیان کیا۔ ساڑھے گیارہ مین آپکی تقریر ختم ہونے پر جلسہ بھی ختم ہوا۔

۲ بجے دوسرا جلسہ شروع ہوا چونکہ نواب سید مرتضی حسین خانصاحب سکریٹری اوقاف کی رپورٹ صبح کو مقرر تھی اور اوسوقت موقع نہ ملا اسوجہ سے سب سے پہلے ممدوح نے سالانہ رپورٹ کمیٹی اوقاف کی پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ کل اٰٹھ حضرات نے سال بھر مین اپنے اپنے مقام کے اوقاف کی فہرست بھیجی پھر آپنے مختلف حالات بیان کئے۔ بعد اوسکے کارروائی شروع ہوئی حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے۔

(۱) یہ کانفرنس جناب مولانا مولوی سید علی اکبر صاحب مرحوم بزرگ خاندان اجتہاد وجناب مولانا مولوی سید عابد حسین صاحب مرحوم مدرس مدرسہ سلطان المدارس حسین آباد لکھنؤ وجناب سید عبد العلی صاحب وکیل کے وفات حسرت آیات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔

(۲) یہ کانفرنس اوس بزدلانہ حملے کو جو ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد کیا گیا اور نیز دوسرے اس قسم کے باغیانہ حملوں سے نفرت ظاہر کرتی ہے۔

(۳) یہ کانفرنس نہایت افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ امام باڑہ ہوگلی کے جدید متولی کی تقرری کی منسوخی کیلئے جو عرضداشت گورنمنٹ آف انڈیا مین شیعون نے پیش کی تھی اوسکے فیصلے مین اسقدر غیر معمولی وقفہ کا موقع دیا گیا اور دوبارہ یہ کانفرنس مثل سال گذشتہ عرض رسا ہے کہ ایک قابل شخص کسی غیر مشکوک خاندان شیعہ مین سے جلد قبل محرم آئندہ اگر ممکن ہو متولی مقرر کیا جائے تاکہ شیعہ اپنے مذہبی رسوم وآداب کو امام باڑہ مذکور مین بلا تامل بجا لائین اور سلطنت برطانیہ کی شکر گذار ہون۔

(۴) یہ کانفرنس گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرتی ہے کہ آیندہ مردم شماری ۱۹۲۱ء میں شیعون کیواسطے علحدہ خانہ رجسٹر میں قائم کردیا جائے۔

اسپر بہت دیر مباحثہ کے طے پایا کہ اس رزولیوشن کو عملی صورت مین لانیکے لئے حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کیجا ئے۔ مرزا محمد ہادی صاحب بی۔اے۔ سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل۔ سید علی اظہر صاحب بیرسٹر فیض آباد۔ سید حیدر حسین صاحب اڈیٹر شیعہ۔

(۵) جواز وقف علی الاولاد کا مسئلہ شیعون مین بلکہ اہل اسلام مین مسلمہ ہے لیکن پریوی کونسل مین خلاف شرع فیصلہ ہوگیا ہے لہذا یہ کانفرنس اس مسئلہ کے جواز شرعی کا اظہار کرکے گورنمنٹ سے مستدعی ہے کہ آیندہ اصلاح فرمائی جائے

پانچون رزولیوشن پاس ہونیکے بعد جناب حافظ محمد تقی حسین صاحب ساکن سونی پت ضلع دہلی ڈایس پر تشریف لائے اور خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید زبانی فرمائی اسکے ختم ہونے پر جناب سعی صاحب نے نہایت دل خوش کن موثر اور عبرت انگیز قومی نظم پڑہی اور جلسہ ختم ہوا۔

۲۷ دسمبر

آج پنڈال ۲۶ سے زیادہ بھرا ہوا تھا کیونکہ ۲۶ کو بارش موقوف ہونے پر اور موسمی تیز زائل ہوجانے سے مقامات قریبہ کے جو حضرات رک گئے تھے وہ بھی آکر شریک ہوگئے اور بہت سے حضرات اس دہوکہ مین کہ ۲۷ ہی کو پہلا جلسہ ہوگا آج ہی پہونچے مختصر یہ کہ آج مجمع بہت زیادہ تھا سارا پنڈال بھرا ہوا تھا اور ذرا بھی جگہ باقی نہ تھی امین التجار صاحب بمبئی سے بھی آج ہی آکر شریک جلسہ ہوئے آپکے آنیکا شکریہ کانفرنس کیطرف سے ادا کیا گیا پھر جناب حافظ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اور اوسکے بعد ذیل کے رزولیوشن پاس ہوئے۔

(۶) یہ کانفرنس مناسب سمجھتی ہے کہ وہ تمام انجمنیں جو اپنے تئین اس کانفرنس کی ماتحت یا شاخ تصور کرتی ہین اپنا نام مع اغراض ومقاصد مرکزی کمیٹی مین درج کرائین۔ اور تکمیل وتعمیل اغراض ومقاصد کانفرنس کو اپنا فرض خیال کرین اور اسکے لئے کچھ قواعد وضوابط منضبط کردیئے جائین۔ اور ان انجمنونکی سالانہ کارروائی اختصاراً کانفرنس کے سالانہ رپورٹ کے ہمراہ کانفرنس کے اجلاس مین پڑہی جایا کرے۔

(۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ کانفرنس کیطرف سے بلا معاوضہ ایجنٹ یعنی گرداور ہر ضلع سے ایسے با اثر

حضرات کے جو ان خدمات کیلئے بخوشی ذمہ دار ہون مقرر کئے جائین جو تمام اطراف ہندوستان مین دورہ کرکر
(۸) یہ کانفرنس شیعیان ہند کے اس برے دستور کے خلاف شرع ہونیکا اعلان کرتی ہی جسکی روسے بیوگان کا
عقد ثانی برا سمجھا جاتا ہے۔ اور چاہئے کہ کوئی عملی تدبیر اس برے رسم کے بغیر اجبار دور کرنیکی تجویز کیجائے۔
(۹) یہ کانفرنس اس بات پر افسوس ظاہر کرتی ہی کہ باوجود گذشتہ دو سال سے باقاعدہ درخواست
دینے اور پیروی و کوشش کرنیکے افسران ریلوے نے خاص کانشتن جو دیگر کانفرنسون اور تقریبات
کے مواقع پر دیا جاتا ہے اس کانفرنس کیلئے منظور نہین کیا۔ لہذا یہ کانفرنس اونکے ساتھ لوکل گورمنٹ اور
گورمنٹ آف انڈیا کے حضور مین ایک میموریل پیش کرے۔ صبح کا جلسہ ۱ بجے ختم ہو گیا۔
دوسرا جلسہ ۲ بجے شروع ہوا سب سے پہلے جناب حافظ مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن مارہرہ ضلع اٹیہ
نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔
بعد اسکے اس سال کی سب سے مبارک اور نہایت روح افزا کارروائی یہ ہوئی کہ مومنین امروہہ ضلع مرادآباد
کی طرف سے جناب سید سعید حسن صاحب وکیل امروہوی نے کانفرنس کو سال آیندہ سنہ ۱۹۱۱ء کیلئے امروہہ مین
دعوت دی جس سے تمام حضرات مارے خوشی کے جھومنے لگے اور عجیب وجد طاری ہو گیا۔ مسٹر یوسف حسین
خانصاحب بیرسٹر نے اس دعوت کا شکریہ کانفرنس اور اہل لکھنؤ کیطرف سے ادا کیا بعد اوسکے رزولیوشن
پیش ہونے لگے۔
(۱۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہی کہ جو رقم وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ لکھنؤ سے عراق کو جاتی ہے
اوسکی تقسیم کے متعلق ہز اکسلنسی برٹش کونسل مقیم بغداد سے بہ ادب استدعا کیجائے کہ ہندی مستحقین کے حقوق
کا بھی لحاظ فرمایا جائے۔ اور اس رزولیوشن کی تعمیل سکرٹری کمیٹی اوقاف کے سپرد کیجائے۔
اثنائے تقریر مین بیان کیا گیا کہ سنہ ۱۸۲۵ء مین مرحوم شاہ اودھ غازی الدین حیدر نے ایک کروڑ روپیہ
ایسٹ انڈیا کمپنی کو بطور قرض دیا جسکا سود اسوقت دس ہزار کئی سو روپیہ ماہوار ہوتا ہے اور یہ سب
روپیہ ماہ بماہ عراق روانہ ہوتا ہے۔
(۱۱) چونکہ سکرٹری کمیٹی اوقاف کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت تک شیعہ اوقاف تمامی ہند کی رپورٹ
مکمل تیار نہین ہوئی لہذا کانفرنس اجلاس سوم تجویز کرتا ہے کہ اجلاس دوم کے رزولیوشن متعلقہ تکمیل
فہرست اوقاف کی تجدید کیجائے اور قوم کو توجہ دلائی جائے۔ کہ سکرٹری کمیٹی اوقاف کو مکمل فہرست

کے تیار کرنے میں مدد دے۔ اور جو فہرستیں آگئی ہیں ان کے متعلق عملی کارروائی شروع کیجائے۔
اس رزولیوشن پر بحث وتائید کے بعد اوقاف کی حفاظت کیلئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور مومنین نہایت جوش
وخروش سے چندہ میں شریک ہونے لگے۔ تین سو چالیس روپیہ فوراً نقدی وصول ہوگیا اور رقم کثیر کا وعدہ
(۱۲) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ جو روپیہ فیس ممبری و وزیٹری و اعانات سے وصول ہو اوسکا نصف حصہ
کسی معتبر بنک میں رزیجوڈ (مخصوص) فنڈ میں اس شرط سے جمع کیا جائے کہ کبھی اصل سرمایہ نہ صرف کیا جائے اور
اوسکا جائز سالانہ منافع بموجب رائے کانفرنس خرچ کیا جائے اور ما بقی روپیہ خرچ رواں کیواسطے رکہا جائے
(۱۳) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سالانہ حساب آمدنی وخرچ کے باقاعدہ جانچ کیلئے کوئی آڈیٹر (محاسب) مقرر
کیا جائے جسکا رپورٹ معاینہ کرنیکے بعد سنٹرل کمیٹی حساب منظور کیا کریگی۔

(۲) ۲۸ - دسمبر

سب سے پہلے جناب حافظ شیخ مہدی حسن صاحب ساکن کرانہ ضلع مظفرنگر نے تلاوت قرآن مجید فرمائی بعد اوسکے ذیل
کے رزولیوشن پیش وپاس ہوئے۔
(۱۴) یہ کانفرنس درخواست کرتی ہے کہ حضرات شیعہ اس کا التزام شرعی کریں کہ وہ رقص وسرود کے جلسوں کی
نہ خود بنا کریں نہ ایسے جلسوں میں شریک ہوں اور ہر مقام کی انجمن اور وہاں کے ذی اثر ومعزز اراکین ایسے امور
کے انسداد کا ذمہ لیں۔ اس رزولیوشن پر عمل کرنیکی دیر تک بحث رہی۔ اور متعدد صورتیں عمل کرانیکی
سوچی گئیں آخر میں جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ ڈلیس پر تشریف لائے اور بہت دیر تک نہایت موثر لہجہ
اور عالمانہ پیرایہ میں موعظہ فرماتے رہے اسکے انسداد کی فرمایش کرتے رہے۔ اور کل حاضرین جلسہ سے عہد کرنیکی
درخواست کی جس پر قریب قریب کل حضرات نے اس کے موقوف کرنیکا عہد کیا۔ بعد اسکے صدر نشین صاحب نے
کھڑے ہوکر نہایت ہی جامع تقریر اسکے انسداد کے متعلق کی اور ٹھیٹھر سے بہی اجتناب کرنیکا عہد لیا۔
(۱۵) الف۔ یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ ان چار طلبہ کو فی کس دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ صرف چار ماہ کیواسطے
دیا جائے جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کیطرف سے کارخانہ جات راب سازی میں بہ نگرانی جناب خان بہادر سید
محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت و تجارت راب بنانیکا کام سیکھیں۔
(ب) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ ان چار شیعہ طلبہ کو دس دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ چار ماہ کیلئے دیا جائے
جو شکر بنانیکی مشنری کا کام کارخانجات شکرسازی آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں زیر نگرانی جناب خان بہادر محمد [illegible] سیکھیں

اس رزولیوشن نے بھی مومنین کے دلون مین حرکت پیدا کی اور کئی حضرات نے اپنے جیب خاص سے متعدد طالب العلمون کو اس محکمہ مین تعلیم دلانیکا اعلان کیا۔ اور وعدہ کے علاوہ نقد روپیہ بھی بمقدار کثیر جمع ہوگیا۔

اور اسی پر صبح کا اجلاس ختم ہوگیا۔

دوسرا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔

(۱۶) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ مدرسۃ الواعظین یعنی ڈیوینٹی کالج اور دار الترجمہ کے قایم کرنیکی بیحد ضرورت ہے اور اوسکو عملی صورت مین لانیکے لئے ایک فنڈ کھولا جائے۔

اس رزولیوشن پر بھی کثرت سے تقریرین ہوئین اور بیان کیا گیا کہ بغیر اس رزولیوشن کو عملی جامہ پہنائے ہوئے ممکن نہین کہ مذہب شیعہ اس زمانہ مین مختلف ممالک مین ترقی کرے اور مخالفین اصلی اسلام کو سمجھین کیونکہ آجتک اسلام حقیقی مخالفین کی نظرون سے پوشیدہ ہے جس سے دن رات اسلام پر اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ اس کام کیلئے بھی کثرت سے چندہ ہوگیا اور وعدہ بھی ہوئے۔

(۱۷) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام شیعیان ہند مخصوص مرمت مساجد و امامباڑہ کیلئے تمام تقریبات شادی وغمی کے موقعونپر بلحاظ مصارف ایک مناسب مقدار مقامی انجمنون کو دیا کرین کہ وہ بوقت ضرورت مقامی مساجد اور امامباڑون کی مرمت مین صرف کیجائے

(۱۸) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ پیسہ فنڈ کی کل اصلی آمدنی علمی ترقی کیلئے مخصوص کردی جائے۔

اس رزولیوشن کے پاس ہونیکے بعد کمشنر صاحب لکھنؤ پونے چار بجے کانفرنس مین تشریف لاکر حاضرین کی بیحد خوشی ومسرت کے باعث ہوئے اور پانچ بجے شام تک شریک جلسہ رہے اور کانفرنس سے ہمدردی اور اسکے ترقی کی امید ظاہر کی شیعونکے اتنے بڑے مجمع کو دیکھکر بیحد خوش ہورہے تھے۔

(۱۹) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ متولیان وقف حسین آباد مبارک اور وقف نواب مبارک محل صاحبہ مرحومہ سے درخواست کیجائے کہ شیعہ بورڈنگ ہاؤس کے اون اعلی انگریزی خوان طلبہ کیلئے جو وہان بغرض تحصیل تعلیم مذہبی مقیم کئے جائینگے کم سے کم چھ وظیفہ دس دس روپیہ ماہوار کے عطا کرین۔

(۲۰) یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ سال گذشتہ کے رزولیوشن متعلق بورڈنگ ہاؤس کیطرف خاص عملی توجہ کیجائے۔ اسکے محرک مسٹر یوسف حسین صاحب نے نہایت جوشیلی اور بہت ہی موثر تقریر کی جسکا فوری نتیجہ یہہ ہوا کہ کثرت سے چندہ جمع ہوگیا اور نہایت ہی کثیر رقم کا وعدہ بھی ہوا۔ اسکے بعد یہ اجلاس ختم ہوگیا اور چونکہ

آج آخری روز تھا اس سبب سے شب کو بھی اجلاس ہوا اور ۹ بجے سے بارہ بجے تک رہا۔ اور یہ رزولیوشن پاس ہوئے

(۲۱) یہ کانفرنس فرقۂ شیعہ مین ایسے اشخاص کے پیشۂ گداگری اختیار کرنیکو نہایت ناپسند کرتی ہے جنکو صلاحیت بہتر ذرایع معاش کی حاصل ہے۔ اور فرقۂ شیعہ سے امید کرتی ہے کہ ایسی گداگری کے انسداد کی پوری کوشش کرینگے۔ اسکی تقریر ختم ہونیکے بعد اور پاس ہوجانے پر سید رضا حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر شہر باندہ نے کہا کہ جتنے فقیر آپکو ملین ہم اون سب کا کرایہ ریل دینگے مومنین ہمارے یہان بھیجدیا کرین ہم سب کو کام مین لگا دینگے۔

(۲۲) یہ کانفرنس سکرٹری کانفرنس کی اون خدمات کا جو اونہون نے باوجود چند در چند تفکرات خانگی کے نہایت مستعدی سے انجام دیئے اعتراف کرتی ہے اور شکر گذار ہے

اس رزولیوشن کے قبل سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبرون کو از سر نو انتخاب کرنیکا ایک رزولیوشن بھی پیش کیا گیا تھا جسپر بہت دیر تک اختلاف رہا اور معاملہ نہایت اہم ہوگیا لیکن مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ او مولانا نجم الحسن صاحب قبلہ کے اصرار سے یہ رزولیوشن ترک کردیا گیا اور مرکزی کمیٹی کے متعلق سپرد کیا گیا جسپر بہت سے حضرات نہایت دل شکستہ اور رنجیدہ مغموم ہوگئے۔

رزولیوشن ۲۲ کے بعد سکرٹری کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور آیندہ سال کیلئے بھی مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری مقرر کئے گئے نیز ایک انگریزی دان جوائنٹ سکرٹری مقرر کرنیکی تجویز ہوئی جسکا انتخاب بھی سنٹرل کمیٹی کریگی ہر روز شب کو آٹھ بجے سے ۱۲ بجے تک سبجکٹ کمیٹی کا اجلاس بھی اوسی پنڈال مین ہوتا تھا جسمین دوسرے روز کے رزولیوشن پیش کرنیکی تجویز ہوتی تھی۔ صدر نشین اسکے جناب مولانا السید ظہور حسین صاحب قبلہ تھے۔ ۲۷ دسمبر کے اجلاس سبجکٹ کمیٹی مین صدارت کا مسئلہ پیش ہوا اور یہ رزولیوشن پیش کیا گیا کہ علما کو اختیار دیدیا جائے اپنے حلقہ سے یا عمائد و اراکین سے جسکو چاہین صدر نشین مقرر کردیا کرین۔ اس رزولیوشن پر دیر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا مگر آخرکار رزولیوشن نکالدیا گیا اور طے پایا کہ جسطرح مرکزی کمیٹی کے ممبران کے ووٹ سے صدر نشین منتخب ہوتے ہین اوسیطرح آیندہ بھی ہوا کرینگے۔ اس سبب سے وہ رزولیوشن ۲۸ کو کانفرنس کے اجلاس مین نہ پیش ہوا اور محض سکرٹری کا مسئلہ لایا گیا۔ اس سے فارغ ہونیکے بعد تاریخ کا ذکر آیا اور چونکہ آیندہ جا کی ایشن ... الہ آباد اسی کرسمس کی تعطیل مین ہونیوالی ہے اور پھر ۱۹۱۱ء مین یہ تعطیل محرم مین واقع ہوگی اس سبب سے کسی دوسری تعطیل مین انعقاد کانفرنس کی تجویز ہوئی لیکن یہ مسئلہ بھی مرکزی کمیٹی کے متعلق کیا گیا۔ بعد اسکے یہ اعلان کیا گیا کہ آیندہ سال کانفرنس کا اجلاس چہارم مردہ ضلع مرادآباد

بدر قادیانی اور شیعہ

اخبار بدر مورخہ ۳۰ ستمبر مین بعنوان بدر و شیعہ ایک تحریر دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ
جس شخص نے اسلام کو چھوڑ کر اپنا نیا دین بنایا نبی بنتا یا ہو اسکو معاملات اندرونی
اسلام سے کیا واسطہ - اسکو اپنے بھائیون اہل حدیث و اہل قرآن سے نپٹنا
چاہیے نہ شیعون سے جو انکو تابعین مسیلمہ کذاب سے کم نہین جانتے ہم سے خود کا
مضمون نے جواب کی استدعا کی ہو اور غور و فکر کا وعدہ کیا ہو اس لیے لکھنا ضرور ہوا
مگر ہم کو نہین معلوم کہ جس طرح دیگر فرقہ ہاے اسلام قرآن و حدیث کو مانتے ہین -
اسی طرح یہ بھی مانتے ہین یا صرف اپنے نبی قادیانی کی تحریرون پر انکا ایمان ہو لہذا ہم
جواب تفصیلی نہین دے سکتے بلکہ وہ جواب لکھتے ہین جو ایک سنی کو دیا جا سکتا ہے
چونکہ یہ مسلمات اہل سنت سے ہو کہ خلافت خلفاے ثلثہ بذریعہ اجماع ہو نہ بذریعہ نص
لہذا وہ نہ کسی آیہ سے استدلال کر سکتے ہین نہ حدیث سے خواہ وہ کیسی ہی آیت ہو یا
کیسی ہی حدیث - کیونکہ پھر وہ زمرۂ اہل سنت سے خارج ہو جائینگے - اور افترا بر خدا
و رسول کا الزام علیحدہ قایم ہوگا جس سے مسلمانون کو پرہیز لازم ہو -

آیۂ وعد الله الذین امنوا وعملوا الصالحات ليستخلفنهم فی الارض کما
استخلف الذین من قبلهم ایک ایسا صریح اور واضح آیہ ہو بطلان مذہب اہل سنت
مین کہ اگر ذرہ برابر بھی غور کرین تو معلوم ہو کہ مذہب اہل سنت بالکل باطل ہی
کیونکہ اس مین خدا وعدۂ استخلاف کرتا ہی اور استخلاف سے مراد بقول اہل سنت خلافت
رسول ہی تو نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے لوگ صحابہ سے خلیفہ ہوے وہی تو مومن ہین اور انکے
سوا جتنے صحابہ ہین سب ایمان سے محروم ہین کیونکہ خدا کہتا ہی وعدہ کیا ہی خدا نے تم
لوگون مین ایمان لانے والون اور عمل صالح کرنے والون سے کہ ضرور ضرور انکو خلیفہ کریگا
زمین مین جیسا کہ پہلے لوگون کو خلیفہ کیا جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہی کہ اگر
خلافت رسول اس سے مراد ہی تو مومن و عمل صالح کرنے والے ان لوگون سے وہی لوگ
ہین جو خلیفہ ہوے کیونکہ امنوا کے بعد منکم ہی جس سے دو باتین

سمجھی گئین - ایک یہ کہ مومن وصالح الاعمال تم سب نہین ہو کیونکہ من بعیض کے لیے ہی
دوسرے یہ کہ وعدہ تھین لوگون کے مومنون سے ہی اس سے موعود لہم کی تعیین ہوئی
اور جس امر یعنی استخلاف کا وعدہ کیا ہی اُسپر لام تاکید ہی اور آخر مین نون تاکید جس کے
معنی یہ ہوسے کہ ضرور ضرور اُن لوگون کو خلیفہ کرین گے جسکا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ خلافت
سے محروم رہے وہ ایمان اور عمل صالح سے بھی خارج ہوسے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے
ہوتے اور عمل صالح کیئے ہوتے تو ضرور خلیفہ بھی ہوتے لہذا خلیفہ نہ ہونا دلیل ہی اُنکے
عدم ایمان کی -
اسکو یون سمجھو کہ بادشاہ نے وعدہ کیا کہ جو ہماری فوج سے فلان کام کریگا اُسکو ہم
جاگیر دینگے اب بادشاہ نے ساری فوج سے ایک شخص کو جاگیر دی تو ہر شخص یہی
سمجھیگا کہ اس شخص نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی جس سے جاگیر پائی اور سب محروم
رہے - اہل سنت اگر اس نتیجہ پر راضی ہین کہ اتنے صحابہ مین وہی لوگ مومن تھے
جو خلیفہ ہوسے تو ہم کو بھی تسلیم مین کوئی عذر نہین - کیونکہ جناب امیر اور امام حسن اور
امام حسین علیہم السلام بھی وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منکم
لیستخلفنہم فی الارض مین داخل ہین اب اہل سنت بقیہ صحابہ کا ایمان ثابت کرین
جو خلافت سے محروم رہے اور اُنکے اجماع سے خلافت بلکہ قرآن مانا گیا کہ وہ کس
قاعدہ سے مومن ہوسکتے ہین اس لیئے کہ یہ آیہ نص ہی اسپر کہ وہی لوگ مومن ہین
جو صحابی بھی ہین اور خلیفہ بھی ہوسے - تو اس امر سے صرف ابوبکر - عمر - عثمان -
حضرت علیؑ - امام حسنؑ - معاویہ - امام حسینؑ - مروان - عبداللہ بن زبیر مومن نکلے
طلحہ - زبیر - عبدالرحمن بن عوف - سعد ابن ابی وقاص وغیرہ وغیرہ جو عشرہ مبشرہ
مین داخل ہین سب ایمان سے خارج ہین -
اہل سنت اس نتیجہ کو خوب غور سے سمجھین کہ اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی جمع ہوکر
اسکا جواب دینا چاہین تو محال ہی کیونکہ اس آیہ سے ایمان کا مدار خلافت پر ہی
جسنے خلافت پائی وہی تو مومن ہی اور جسنے نہین پائی وہ مومن نہین -

دوسرا نتیجہ اہل سنت کو یہ بھی ملیگا کہ بوقت خلافت اول خلیفہ دوم وسوم ایمان سے محروم ہونگے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے تو وہ بھی ضرور اُسی وقت خلیفہ ہوتے لہذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُسوقت ایمان سے محروم تھے ورنہ خدا پر خلف وعدکا الزام عائد ہوگا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب مراحل کے بعد خلفائے ثلثہ کا ایمان ثابت ہوگا تو معاویہ ومروان کے برابر جن پر خدا و رسول کا لعنت کرنا آیۂ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا اور احادیث متواترہ بین الفریقین سے ثابت ہی۔ توجب ایمان خلفائے ثلثہ مساوی ہوا ایمان معاویہ و مروان کے کیونکہ خلافت بھی سب سے برابر پائی تو لعنت کے بھی بدرجۂ مساوی حصہ دار ٹھہرے کیونکہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہی۔

آگے چل کر یہ بھی بتانا ہوگا کہ انکے قبل جو بنی اسرائیل مین خلیفہ ہوسے وہ بنص خدا ورسول ہوسے تھے یا باجماع امت اگر بنص ہوسے تو تمثیل غلط ہوئی اور اگر باجماع ہوسے تو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ سے بنی اسرائیل بھی باجماع ہوسے حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہی کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوسے واذ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی ۔ یاداود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض یعنی موسی نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم ہمارے خلیفہ ہو۔ خدا نے کہا اے داؤد ہم نے تم کو خلیفہ بنایا زمین مین۔ تو پھر اسکے خلاف امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہو سکتا ہی اور کما استخلف الذین من قبلہم کہان صادق آسکتا ہی حالانکہ خود آپ لکھ رہے ہین انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا جس سے معلوم ہوا کہ محمد صلعم بھی ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت موسی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ حضرت موسی کا خلیفہ تو بنص موسی ہوا اور رسول اللہ صلعم کا خلیفہ باجماع۔

آپ اگر اُن آیات مین غور کرین جو قصۂ حضرت موسی مین ہی تو پائینگے کہ حضرت موسی

سے ابتدائے نبوت میں دعا کی تھی قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی - یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا کہ خدایا میرا سینہ کھول دے - میرا کام آسان کر زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں - اور میرے خاندان والوں سے میرا وزیر بنا یعنی میرے بھائی کو - اس سے میری قوت مضبوط کر اور اسکو ہمارے امر کا شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح زیادہ کریں اور تیری یاد زیادہ کریں - جسپر خدا فرماتا ہی قد اوتیت سؤلک یاموسی تیری دعا قبول ہوئی اے موسی -

انھیں آیات کے مطابق رسول اللہ صلعم کو بھی یہ باتیں ملنی چاہییں تب ہی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی تصدیق ممکن ہی کیونکہ وہان جو وزیر کی خواستگاری اور حضرت ہارون کو شریک فی الامر کرنے کی استدعا اسی وقت ہوئی جب آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تو ضرور ہوا کہ رسول اللہ کو بھی یہ باتیں اسی وقت عطا ہوں جسوقت آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم ملا تھا تاکہ خدا و رسول و وزیر کے وصی و نائب پر ایک ہی وقت ایمان لایا جائے - اسی لئے خداوند عالم اپنے حبیب خاص سے اس طرح خطاب فرماتا ہی الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک و رفعنا لک ذکرک کہ اے رسول کیا ہم نے تمھارا سینہ کھول نہیں دیا - اور تم پر سے بوجھ نہیں اتار دیا جسنے تمھاری پیٹھ توڑ ڈالی تھی - اور تمھارے ذکر کو بلند کیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا نے یہ باتیں عطا کین جن میں وزارت مثل ہارون بھی داخل ہی جو آپ کو اگرچہ اس قرآن میں جو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہی بتفصیل نہ ملیگا مگر تمامی کتب تفاسیر و سیر و تواریخ میں بصراحت موجود ہی کہ جب آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اسی روز جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ اور وزیر بھی کیا جس پر تمامی کفار نے مضحکہ بھی اڑایا اور حضرت ابوطالب سے کہا لو تمھارا بیٹا تم پر حاکم بنایا گیا

دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲

اس واقعہ کو اگرچہ قرآن موجود میں جگہ نہیں دی گئی بلکہ ورھطک منہم المخلصین بھی نکال دیا گیا جو صحیح بخاری میں موجود ہے مگر وضعنا عنک وزرک پھر بھی اسپر روشنی ڈال رہا ہے جو اب بھی قرآن میں موجود ہے کیونکہ وزیر کا لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔

اسیلئے خدا نے حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کو اسقدر شہرت دی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہے حالانکہ حدیث غدیر ایسی مشہور و متواتر حدیث جو اس سے زیادہ مشہور و متواتر تھی۔ مگر صحیحین میں نہیں لکھی گئی۔ جس سے آپ کو اسکا پتہ بھی چل سکتا ہے کہ خلافت و وزارت جناب امیر علیہ السلام کو کیسا واضح اور روشن کیا کہ صحاح ستہ میں بھی یہ حدیث درج کی گئی حالانکہ ان لوگوں کو جو شمنا حضرت سے تھا سب کو معلوم ہے۔

اب اسی کے ساتھ گوسالہ پرستی کو بھی یاد کر لیجیے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف لے گئے تو کس طرح بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کی اور یہاں بعد وفات جناب رسالت مآب صلعم ابو بکر پرستی قائم کی گئی۔ پھر حضرت موسیٰ کی زوجہ صفورہ کا بھی حضرت موسی علیہ السلام سے جنگ کرنا یاد کیجیے اور اس امت میں حضرت عائشہ کا جنگ جمل قائم کرنا جس سے آپ کو پوری تصدیق انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کی نمایاں ہے تمامی مفسرین اہل سنت نے اس آیہ کے معنی یہ لکھے ہیں کہ خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ انکو زمین میں آباد کریںگے اور خوف کو امن سے بدل دینگے جیسا کہ پہلے زمانہ کی امت انبیاء کے ساتھ معاملہ کیا اس لیے تمامی مفسرین کا بیان یہ ہے کہ خدا نے اس وعدہ کو خود اپنے رسول کے زمانہ میں پورا کر دیا لہذا کسی طرح خلافت اصطلاحی اس سے نہیں مراد ہے مگر چند دنوں سے عام طور پر اہل سنت اسی آیہ سے خلافت خلفائے ثلاثہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اسپر نہیں غور کرتے کہ اگر اس سے خلافت ثابت ہو تو بقول اہلسنت رسول اللہ کی رسالت بھی تشریف لے جاتی ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہی لوگ

مومن ہون جو خلیفہ ہوسے تو بقول اڈیٹر صاحب النجم لکھنو "کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت کی صحبت مین بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب نا قابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہے کہ کسی زمانہ مین سوا دو ایک آدمیون کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی مین نہ ہوئی۔ کوئی استاد کسی مدرسہ مین پڑھاتا ہو اور سو طالب علم اس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر اُن دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ استاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اسی کی نا قابلیت پر اسکو محمول کرینگے مورخہ ۶ جمادی الاول۔

پس اگر اس آیہ سے مراد خلافت لی جائے تو یہی الزام رسول اللہ پر آتا ہے کہ آپ کی تعلیم سے کل پانچ چھہ آدمی ایمان لائے جو خلیفہ ہوسے کیونکہ ایمان لانے کو خلیفہ ہونا لازم ہے

رہا معاملۂ فدک پس یا تو قرآن پر ایمان لاکر یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کو صحیح سمجھیے جس سے خود رسول اللہ کے ترکہ کی بھی وہی تقسیم ہے جو عام مسلمانون کے ترکہ کی تقسیم ہے یا قرآن کو غلط مان کر ابوبکر صاحب کی حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث پر ایمان لائیے جس مین جناب سیدہ جناب امیر و حضرت عباس عم رسول اللہ نے شیخین کو بنص صحیح مسلم و قول عمر کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا۔ یا کوئی ایسی ترکیب نکالیے کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ حدیث بھی صحیح ہو قرآن بھی حالانکہ آپ خود فرماتے ہین "سب اسلامی فرقون کو جو متمسک بہ قرآن مجید ہین ہر ایک مسئلہ متنازعہ فیہ مین ضرور قرآن مجید کو ہی معیار بنانا چاہیئے اور ہر ایک اصول و فروع و عقیدۂ خود کی بنیاد کسی نہ کسی آیت پر رکھنی چاہیے حدیث بھی وہی ماننی چاہیے جو موید مضمون و منطوق کلام مجید ہو اور مخالف نہو اور اسی طرح اور روایات و واقعات تاریخ کو بھی" لہذا براہ کرم کوئی آیت ایسی لائیے جس سے نحن معاشر الانبیا کی تائید ہو کیونکہ ہم تو قرآن مین۔ نماز۔ زکوۃ۔ صوم حج۔ جہاد۔ عفو۔ صلح۔ حلم۔ کرم۔ مین رسول اللہ کی نسبت بھی وہی حکم پاتے ہین جو

تمامی مسلمانون کے لیے ہی۔ پھر مسئلۂ وراثت مین حضرت کا حکم علیحدہ کیونکر ہو گیا حالانکہ
جو احکام خاص حضرت کے لیئے ہین اُنکی تفصیل اُسی قرآن مین موجود ہی خالصۃ لک من دون
المومنین کہ یہ حکم خاص تیرے لیئے ہی نہ اورون کے لیے۔ پھر اس حکم وراثت نے کیا
قصور کیا کہ ایک لفظ بھی خدا نے ایسا نہ کہدیا جس سے رسول اللہ کا استثنا اس
حکم سے معلوم ہوتا حالانکہ سارے قرآن مین ایک نبی کا دوسرے نبی کا وارث ہونا موجود
ہی وورث سلیمان داؤد + رب ھب لی ولیا یرثنی ویرث ال یعقوب واجعلہ
رب رضیا جس سے ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہی کہ ایک نبی دوسرے کا وارث ہوتا ہی
بلکہ نبی خدا سے دعا مانگتا ہی کہ ایک وارث ہم کو عطا کر جو ہمارا بھی وارث ہو اور آل
یعقوب کا بھی۔ مگر آپ ان سب آیات قرآنی کے خلاف رسول اللہ کی وراثت
سے منکر ہین وہ بھی اُس حدیث کے ذریعہ سے جسکے راوی صرف ابو بکر صاحب
ہین جو بلا حکم خدا و رسول خلافت پر قابض ہوے اور محض حرمان دختر رسول
کے لیئے اُنھون نے یہ حدیث بنائی۔ حالانکہ آپ اس آیہ کو بھی نظر رکھے ہین فبھدٰھم
اقتدہ یعنی ای پیغمبر ان پیغمبرون کے دین کی تو بھی اقتدا و متابعت کر۔ پھر یہ کیسی
اقتدا ہی کہ حضرت زکریا تو لڑکا بغرض وراثت طلب کرین کہ ہمارا وارث ہو۔ اور
رسول اللہ بعوض اُسکے اپنے وارث کو محروم کرین۔ خدا کہے سلیمانؑ داؤد کے وارث
ہوے اور حضرت فرمائین ہمارا کوئی وارث نہین۔ کیا اسی کا نام اقتدا ہی۔ اور اسی کا
نام آپنے قرآن کو معیار بنا رکھا ہی کہ جو بات ہی قرآن کے خلاف۔
دیکھیے مین نے جو سابق مین عرض کیا تھا کہ جو باتین خدا نے حضرت موسیٰ کو بعد دعا عطا
کی تھین وہی باتین خدا نے اپنے حبیب کو بلا دعا عطا فرمائین۔ اُسکی تصدیق یہان
بھی ہوئی کہ خدا نے حضرت زکریا کو وارث بعد دعا عطا فرمایا اور رسول اللہ کو بلا دعا
پھر کیونکر ہو سکتا کہ حضرت خلاف حکم خدا اپنے وارث کو محروم کرین۔
آپ اگر صرف لفظ یوصیکم اللہ پر غور کرتے کہ خدا نے یہان یوصیکم اللہ کیون فرمایا
حالانکہ نماز کے بارہ مین اقیموا الصلوٰۃ ہی روزہ کے بارہ مین کتب علیکم الصیام

ہی جہاد کے بارہ مین جاھدوا ہی حج کے بارہ مین اتموا الحج والعمرۃ ہی جو بصیغہ
امر و حکم ہی تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس حکم مین کیا خصوصیت تھی جسکو بلفظ یوصیکم
اللہ فرمایا کہ خدا وصیت کرتا ہی۔ اسی لئے تاکہ معلوم ہو یہ مدعیان اسلام اس درجہ
اسلام سے خارج ہین کہ لفظ وصیت کا بھی انکو خیال نہ ہوگا۔ اسی سے خاتمہ مین
اس آیہ کے فرمایا تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری
من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ و
رسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین جس سے
آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ خدا کو اس مین کیا اہتمام ہی کیونکہ اس قدر کی تاکید واہتمام
کسی حکم مین نہین ہی اسی لئے دونون موقع یطع اللہ ورسولہ ومن یعص اللہ
ورسولہ فرمایا کہ معلوم ہو حکم خدا و رسول کبھی خلاف نہین ہو سکتا اطاعت وعصیان
بھی دونون سے متعلق ہی۔

مگر آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ نے معاذ اللہ تعدی کی ہی اس حکم خدا کی مخالفت کی
حالانکہ خدا فرماتا ہی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور
آپ کہتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت نے خلاف ما انزل اللہ حکم دیا خدا کہتا ہی افحکم
الجاہلیۃ یبتغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون مگر آپ کہتے
ہین کہ حضرت نے حکم جاہلیت کی پیروی کی کیونکہ دختر کشی دختر کا حرمان تو قوم تمیمین کا
مذہب تھا۔ خدا فرماتا ہی وآت ذالقربی حقہ۔ اور آپ کہتے ہین رسول اللہ نے
خود اپنی دختر کو محروم کیا۔ اب آپ ہی انصاف فرمائین کون سا مذہب حق ہی
ہان یہ بات سچ ہی کہ جو لوگ اہل اللہ ہوتے ہین انکو دنیا کی لالچ نہین ہوتی مگر کیا
جسکو خدا ملک و مال دے وہ آپ کے نزدیک اہل اللہ نہین ہی وھبنا لہ ملکا
عظیما کیا قرآن مین نہین ہی تو پھر حضرت سلیمان اہل اللہ سے خارج ہین کیا رسول
اللہ کی حکومت تمامی ملک عرب۔ یمن۔ بحرین پر نہین تھی وہان سے خراج نہین
آتا تھا تو کیا اس سے آپ اہل اللہ سے خارج ہوگئے۔ اگر جناب سیدہ نے

اپنا حق طلب کیا تو کیا وہ طماع ہو گئیں حالانکہ خدا فرماتا ہے وات کل ذی حق حقہ
ہر صاحب حق کو حق اسکا دینا چاہیے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض اہل قرابت
بعض سے زیادہ بعض حقدار ہیں۔ وات ذی القربی حقہ۔
اور جب قرآن میں بقول آپ کے رسول اللہ کو یہی حکم تھا فبھداھم اقتدہ کہ
ان پیغمبروں کی اقتدا و متابعت کرو تو جناب سیدہ پر بھی ضرور یہی حکم تھا لہذا آپ نے
اسی طرح اپنی میراث کا مطالبہ کیا جس طرح خدا فرماتا ہے وورث سلیمان داؤد کہ سلیمان
داؤد کے وارث ہوئے۔ آڈیٹر

معذرت چونکہ ہم آریہ۔ اہل قرآن اور قادیانیوں کو اپنا مخاطب نہیں سمجھتے
کیونکہ یہ سب شاخیں صحابہ پرستی سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور نیز اس وجہ سے کہ آخر سال
ہونے سے گنجائش نہ تھی اس لیے اصل تحریر کو نہ شائع کر سکے۔ مگر ہم نامہ نگار
مذکور سے امید وار ہیں کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہیں تو پہلے اس تحریر
کو بجنسہ نقل کریں پھر جو چاہیں جواب دیں ورنہ ہم ذمہ دار نہ ہونگے اور براہ
کرم حسب اجابت میں اسکا جواب شائع کریں دفتر اصلاح میں ضرور روانہ کریں۔

قبول حق مع تشدد مخالفین

میں پشتہا پشت سے سنی مذہب کا پیرو ہوں حتی کہ کوئی شخص برادری میں بھی میرے
شیعہ مذہب کا نہیں ہے۔ مجھ کو گمراہی سے نکالنے والی چیز کتب بینی ہے (اسی سبب سے
برادران یوسف مانع ہوتے ہیں کہ اصل واقعہ روشن ہو جائیگا تو سارا طلسم سنت
ہی ٹوٹ جائیگا) اول تو قدرتی طور سے بے انصافی معلوم ہوتی رہی جب میری کتابیں
قریب تمام ہونے کے آئیں تب بھی جب کوئی ایسی کتاب دیکھیں جس میں جناب امیر المومنین
علیہ السلام کی افضلیت اور اولویت ہو تو بعض حضرات بہت رنجیدہ لہجہ میں مانع ہوتے مگر
خدا کو تو راہ ہدایت دکھانا تھی۔ میں نے سات برس کی ملازمت کے سلسلہ تک بلا کسی
روک ٹوک کے خوب کتابیں دیکھیں ازبسکہ وہ ریاست ہندو کی تھی لہذا وہاں کسی نے

منع نہین کیا۔ مجھے اسکا بھی فخر ہی کہ کسی شیعہ سے ملاقات رہی اور نہ اہل تشیع کی آجتک
کوئی کتاب دیکھی حتی کہ ابھی تک طریقۂ نماز سے بھی واقف نہین البتہ جناب مولوی سید
فرمان علی صاحب مدظلہ نے دو کتابین اپنی مصنفات سے میرے پاس بھیجین مگر اُسکے
بعض امور بے سمجھائے مین سمجھ نہین سکتا۔ مین آج کل ایک تو یون ہی ہدف تیر ملامت
اور مصائب کا نشانہ ہون اگر مین شیعون سے ملون تو شاید گھر مین گھس کر مجھے مارین
یا گھر مین آگ لگا دین (یہ ہی وہ ان سنت ہیں یہ سے کچھ بعید نہین) یہ ایسا مقام ہی کہ یہان
سوا سنت وجماعت ہی کے کوئی دوسرا اہل بیت نہین ہی۔ اگر ایک دو شخص ہین بھی تو گویا
وہ معدوم ہین۔ یہان کا بچہ بچہ شیعون کے خون کا پیاسا ہی۔ وقت اور موقع کے سب
منتظر ہین۔ دیکھیے میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ اگر انکو بالکل یقین ہو جائے کہ یہ
بالکل شیعہ ہو گیا تو میرا خون حلال کر دین۔ جب سے اس قصبہ کے عمائدین کو میری اطلاع
ہوئی اس وقت سے سب صاحبون نے بجز شادی وغم کی تقریبات کے عموماً مجھ سے
ملنا ترک کر دیا ہی اور مجھ سے معالجہ روک دیا ہی فقط گانون کے قرب وجوار کے کچھ
مریض جاتے ہین جس سے کچھ سامان رزق ہو جاتا ہی۔ مختصر یہ کہ ایک عجب پریشانی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
یہان چلے آؤ۔ [illegible] ہی۔ جانا بھی ہوگا یا نہین [illegible] ہونگا۔
ابھی کبھی رسالہ اصلاح بھی میری نظر سے گذرتا ہی۔ ماہ رمضان کے پرچہ مین ایک
مضمون بعنوان "فریاد" کی سرخی سے مین نے دیکھا۔ ان مومنہ کی ایک ایک لفظ قابل
قدر وعمل ہی۔ رسالۂ اصلاح قوم اہل تشیع کے لیے ایک مسیحا اور اُسکے حقوق کا نگران ہی
افسوس کہ اب بھی چند رسالہ رہ گئے۔ اور اُنکی بھی یہ حالت۔ مخالفین کو دیکھیے کہ اُنکے ماہوار
رسالون کا کیا ذکر۔ روزانہ اور ہفتہ وار اتنے نکلنے لگے کہ شمار دشوار ہو گا۔ جھوٹ سچ جو کچھ
دل مین آیا شائع کر دیا جب تک یہان سے مہینہ بھر کے عرصہ مین جواب ملا اُسوقت تک

ایک اور پوٹ تیار ہو گیا۔ مجھے امید تھی کہ قوم رسالہ اصلاح کو ہفتہ وار کرا دیگی بخلاف
اسکے جناب اڈیٹر صاحب کی تحریر دقت لکھنے مین آئی۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ بند ہو گیا تو
شیعون کی وہ ذلت ہو گی کہ جسکے خیال سے الم ہوتا ہی۔ اسکی ضرورت مجھ ایسے سنی نما شیعہ
سے پوچھیے۔ جو حضرات کہ بلا تقیہ یا خاندانی شیعہ ہین اُنکے سنی احباب اُن سے کسی قسم کے
کلمات نہ کہینگے لیکن جو لوگ کہ تقیہ مین ہون اُنکی حالت نہایت افسوسناک ہی کہ اُنکے سامنے
کن کن طریقون سے عظمت اور حقوق اہل بیتؑ گھٹائے جاتے ہین اور وہ کچھ بول نہین
سکتے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ عمر یعنی خلیفۂ ثانی تو اُنکے نبی یا نائب نبی تھے ہی اس خالد کو جو
زانی اور مسلمانون کا قاتل ہی۔ امیر المومنینؑ پر فضیلت دیتے ہین کہ رسالتمآب صلعم نے
خالد کو سیف اللہ کہا حضرت علیؑ کو کہا کیا ہی۔ حالانکہ جواب معقول دیدیا گیا مگر اعدائے
خاندان رسول کب مانتے ہین۔ ایک مومن جو تقیہ مین ہیں اُنھون نے ایک دن مجھ سے
سوال کیا کہ صاحب اس خارجی مذہب کی کوئی کتاب اصول دین مین بھی ہی اسکے جواب
مین مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ کوئی کتاب اصول یا فروع مین نہین ہی بلکہ یہی
صحیح بخاری وغیرہ تعلیم خارجیت کرتی ہی۔ اور حق بھی یہی ہی جسنے "تصحیح تاریخ" (ضمیمہ
اصلاح) دیکھی ہو گی وہ میرا ہم خیال ہو گا کہ ابتدا سے التزام ہی یہی رکھا ہے کہ
حتی الامکان خاندان رسولؐ سے واسطہ ہی نہ رہے۔ اور آج کل تو سب علانیہ ہوتا ہی
آخر سیف اللہ جسنے لکھنؤ مین اشتہار شائع کر کے امیر المومنینؑ پر سب وشتم کی یا اڈیٹر نجم
یہ لوگ کون ہین؟ کوئی بھی اپنے کو خارجی کہتا ہی!۔ اور یہ تو تکیۂ کلام ہی کہ حضرت علیؑ نے
کوئی ملک فتح نہین کیا (یہ خیبر وغیرہ کسنے فتح کیا) یا اُنکو پولٹیکل امور مین دخل نہ تھا (شیخین
کس کی رائے پر سلطنت کرتے تھے) حضرت معاویہ سے ناحق جنگ کی (علی مع الحق
والحق مع علی) حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین اسلام کو رونق دی۔ ہزارون ملک
فتح کر ڈالے (نماز مین جوئین مارین خیبر مین علم رسول لیکر جنگ سے بھاگ آئے) اور یہ
کیا (واقعۂ فلج شاہد ہی) وہ کیا (وہ کیا کہ رحمت۔ ذہنیت خدا اُنکے ہمت کر رہا ہی) باوجود دیکہ
شیخین کو مثل نبیؐ کے سمجھتے ہین مگر خلق خدا کو فریب دینے کے لیے یہی کہتے ہین کہ اعمل

محب علی ہم ہین۔ شیعہ تو رافضی ہین۔ بھلا یہ لوگ نمک بنی امیہ کو بھول کر نمک حرامی کیونکر کر سکتے ہین۔ جھوٹی سے جھوٹی حدیث شیخین کی شان مین چپکے سے مقبول ہو جائیگی۔ نہ اُسپر جرح ہوگی نہ لفظی بحث۔ اور سچی سے سچی متواتر حدیث اہلبیت مین ہزارون بحثین تاویلین ہونگی۔ الفاظ کے معانی سوچے جائینگے۔ بہرطور کسی طرح تصدیق نہ کرنی پڑے بھلا عمر کو تو الگ کیجیے۔ معاویہ اور حضرت علیؑ ہی سے جنگ رہا کی اور دونون مین دشمنی مسلم ہی تو پھر کیا سبب ہی کہ معاویہ امیرالمومنینؑ کے مقابلہ مین پیش کیا جاتا ہی کیونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوا کرتا ہی۔ اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہی۔ جب آپ مقر ہین کہ ہم محب علیؑ ہین تو آپ کو لازم ہی کہ دوست ہیکے دشمن کو اپنا دشمن سمجھے مگر زبان سے سب کچھ کہتے ہین عمل فقط سنت خلیفہ ہی پر کرینگے۔ عجب مذہب ہی کہ جسکی جڑ ہی نہ شاخ۔ بخدا ان لوگون مین ذرہ بھر بھی محبت اہلبیتؑ نہین ہی۔ اس مذہب مین بعض لوگ فقط ایسے نکلین گے جنکو فی الجملہ خاندان رسولؐ سے کچھ اُنس ہو۔ ورنہ وہابی وغیرہ ادعاے محبت بالکل جھوٹھ کرتے ہین۔ انکو محبت سے کیا واسطہ۔ ذرا ان کے سامنے کوئی شخص شیخین پر امیرالمومنینؑ کو افضلیت دے کر دیکھے۔

ان سب باتون کو دیکھتے ہوے یہ رسالہ ایسا ضروری ہی کہ بیان سے باہر۔ خدانخواستہ اگر یہ بند ہوگیا تو اُسی دن مومنین اپنے مذہب کا فاتحہ خیر پڑھ لین۔ مین حیران ہون کہ کن لفظون مین اسکی ضرورت اور اہمیت دکھاؤن۔ سال اسکا کب سے شروع ہوتا ہی مجھ کو معلوم نہین۔ مہربانی فرماکر اگر آپ رعایت کر دین اور نصف چندہ لین تو گویا آپ کا مجھ ایسے شخص پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اور اگر رعایت ممکن نہ ہو تو پورے ہی چندہ پر سال نو سے جاری فرما دیجیے۔ یہان کا پوسٹ ماسٹر تک متعصب سنی ہی لہذا بخیال چندہ درچند ایک خرد سال بچے کے ہاتھ سے یہ عرض حال لکھوا کر ارسال کرتا ہون اگر مناسب ہو تو اسکو درج رسالہ فرما دیجیے کیونکہ جو لوگ کہ میری طرح تقیہ مین ہون اُنکے لیئے ایک راہ اطلاع رسانی کی کھل جائیگی۔ لیکن میرا نام مخفی رکھیے گا۔ کیونکہ اگر میرا نام ظاہر ہوگیا تو نہین معلوم میرا کیا حشر ہو۔ میری آبرو آپ ہی کے ہاتھ ہی۔ والسلام

اصلاح — یہ تحریر اس غرض سے نہین شائع کی گئی کہ اس مین اصلاح کی تعریف اور ضرورت دکھائی جائے۔ بلکہ اس غرض سے کہ آپ دیکھین آپ کے برادران ایمانی اس امن کے زمانہ مین بھی کس مصیبت مین گرفتار ہین کہ اپنا نام تک نہین ظاہر کر سکتے بلکہ اپنے خط سے بھی نہین لکھ سکتے کیونکہ پوسٹ ماسٹر وہان کا متعصب سنی ہی جو اُنکے حرفون سے پہچان لیگا کہ فلان شخص نے دفتر اصلاح مین خط لکھا ہی بلکہ ممکن ہی کہ وہ کھول کر پڑھ بھی لے اور اپنی قوم کو اس راز سے آگاہ کر دے۔

گذشتہ نمبر مین آپ موضع سنگھپورہ ریاست کشمیر کے چند اشخاص کا مذہب حق قبول کرنا دیکھ چکے ہین اور اُن ظلمون کو بھی جو اُنپر گذرے۔ مگر افسوس ایک شخص کو بھی ہم لوگون سے غیرت نہ آئی۔ ہمت نہ ہوئی کہ اُنکی خبر لے۔ اب بتائیے کہ جب اس زمانہ امن مین (جو گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد عدالت مہد مین ہی) یہ ظلم و جبر ہو رہا ہی تو عہد بنی امیہ و بنی عباس مین کیا ہوتا ہو گا۔

یہ سب ہماری غفلت اور تساہلی کا نتیجہ ہی کہ نہ اپنی قوم کی خبر لیتے ہین نہ امداد کرتے ہین نہ کچھ توجہ کرتے ہین جس سے ہزارون نہین بلکہ لاکھون مومن پردۂ تقیہ مین بسر کر رہے ہین کیونکہ اُنکی کثرت اُنکا اتفاق اُنکا جوش ایسا بڑھا ہوا ہی کہ کچھ نہین ہو سکتا۔ ہزارون سنی آریہ ہو گئے۔ لاکھون سنی عیسائی ہو گئے مگر نہ کسی پر جبر کر سکے نہ تشدد کیونکہ عیسائی مشنریون کی حفاظت کو موجود ہی۔ آریہ سماج امداد کو تیار رہی۔ مگر کوئی سنی شیعہ بنے تو پھر دیکھ لیجیے کیسی قیامت آتی ہی۔ کیسا طوفان ہوتا ہی کہ پھر اُسکی زندگی مشکل ہو جاتی ہی۔

دفتر اصلاح اپنی حیثیت سے کہین زیادہ اس قسم کی امداد کر رہا ہی کہ کم سے کم نصف قیمت سے زیادہ مفت دیتا ہی جہان اس قسم کی خبر معلوم ہوتی ہی کتابین بلا قیمت روانہ کرتا ہی۔

مگر مشکل یہ ہی کہ اصلاح چونکہ بقیمت شائع ہوتا ہی اور اہل سنت سمجھتے ہین کہ جس طرح

کوئی سنی اخبار یا کتاب بلا قیمت نہین مل سکتی لہذا اصلاح بھی بے قیمت نہ ملیگا۔
اس لیے اصلاح کی طلب مین اُنکو تامل ہوتا ہو حالانکہ اگر دفتر اصلاح کو اطلاع
ہو تو نہ صرف اصلاح بلکہ کچھ اور کتابین بھی بطور امداد دے سکتا ہو اور اُسکا اجر
خدا سے لیگا نہ قوم سے۔

ابھی چند روز ہوے مظفرپور کی انجمن اسلامیہ کے سکریٹری نے اصلاح طلب کیا
بلا قیمت اُنکے نام جاری کر دیا گیا حالانکہ دو چار ماہ دیکھتے ہین کہ اڈیٹر اہل حدیث
مُعطین کا نام شائع کرتا ہو کہ غریب فنڈ سے اس قدر سرمایہ جمع کیا جس سے پرچہ
اُنکے نام جاری کیا۔

سوال از جمیع اہلحدیث کتاب زاد المعاد مین علامہ ابن القیم مین ہے وکان
من ھدیہ ان اھل المیت لا یتکلفون الطعام للناس بل ان یصنع
الناس لھم طعاما یرسلون الیھم وھذا من اعظم مکارم الاخلاق
والشیم والحمل عن اھل المیت فانھم فی شغل مصابھم عن اطعام
الناس انتھیٰ

یعنی حضرت کی سنتون سے یہ بھی ہے کہ اہل بیت نہ تکلف کرین طعام مین آدمیون کیلئے
بلکہ حضرت نے یہ حکم دیا کہ لوگ اونکے لئے کھانا لیجائین۔ اور یہ سنت اعظم مکارم اخلاق
و شیم سے ہے کیونکہ میت کے اعزا اقربا مصیبت کے شغل مین ہین جس سے وہ کھانا
نہین پکا سکتے۔

اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ کی مصیبت اعظم مصائب سے تھی خصوصاً اسوجہ سے
کہ تیسرے روز حضرت دفن ہوے۔ تو کیا کوئی صاحب اہلحدیث سے ایسی حدیث لا سکتے ہیں
جس سے معلوم ہو کہ حضرت کے اہل و عیال کو کسینے اس مصیبت مین کھانا کھلایا ہو۔
اور مسلمانون نے خود حضرت کی مصیبت مین اس سنت کا اجرا کیا ہو۔ یا جسطرح بضعۃ الرسول
وراثت رسول سے محروم کی گئین یہ سنت بھی حضرت کے بارہ مین منسوخ کی گئی۔
اڈیٹر صاحب اہلحدیث سے امید ہو کوئی حدیث ایسی دکھا سکینگے جس سے یہ حال معلوم ہو سکے

فتح مکہ ہم اس تاریخی واقعہ کو یہان نہین لکھتے بلکہ ایک نکتہ عرض کرتے ہین کیونکہ اہلسنت مین مشہور ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر مشیران خاص سے آنحضرت کے تھے۔ مگر اس واقعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ کہان تک حضرت کو انلوگون پر اعتماد تہا اور کہانتک انسے مشورہ لیتے زاد المعاد ابن القیم مین ہی وامر رسول اللہ الناس بالجهاز وامر اهله ان یجهزوه فدخل ابوبکر علی ابنته عائشة وهی تحرك بعض جهاز رسول اللہ فقال ای بنیة امرکن رسول اللہ بتجهیزه قالت نعم قال فتجهز قال فاین ترینه قالت لا واللہ ما ادری ثم ان رسول اللہ اعلم الناس انه سائر الی مکة فامرهم بالجد والتجهیز ص ۴۲۱ کہ رسول اللہ نے تیاری سفر کا عائشہ کو حکم اور ابوبکر صاحب بیٹی کر پوچھ رہے کہانکی تیاری ہو رہی ہی اور وہ کہتی ہین ہمکو [illegible] ۔ تو کیا کوئی کہ سکتا ہے ابوبکر صاحب رسول کے رازدار یا مشیر تھے [illegible]

شیعیان قوم راجپوت نومسلم

چار قومین ہندوستان مین مختلف المذہب ہین اپنے اپنے طریقون کے موافق جوائز سلسلہ مناکحت بلا قباحت و دقت جاری کیے ہوے ہین۔ پانچوین قوم ہندوستان مین نومسلم کی [illegible] اس قوم مین مذہب اہل سنت اختیار کیے ہوے ہین جو اپنے اپنے [illegible] کے موافق بلا کسی دشواری کے اپنی [illegible]ت کی بدولت باخود یا بیاہ [illegible] مگر خال خال اس قوم کے لوگ دور دراز مقامات پر اپنے [illegible] بنائے ہوے ہین۔ اس کمی کی وجہ سے انکو مجبوراً [illegible] سلسلہ مناکحت انھین اپنے برادران اہل تسنن مین رکھنا پڑتا ہی۔ گویا دیدہ و دانستہ [illegible] دوزخ اختیار کی جاتی ہی۔ اسواسطے کہ نہ انکے ساتھ وہ چار اشرف الاقوام [illegible] رشتہ [illegible] نقص نومسلمی کے قبول کرتے ہین اور نہ کوئی ہم مذہب بہم پہونچتا ہی۔ باہمین مردمان [illegible] ساخت۔ کا سبق شروع کرنا ہوتا ہی۔ غیر مذہب مین فرزند و دختر [illegible] جو گت ہوتی ہی اس سے اکثر مواقع پر انا للہ وانا الیہ راجعون تلاوت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی سب واقف ہین زیادہ توضیح کی ضرورت نہین۔ اب فرمایئے انکی شیعہ گری کس کام کی رہی اور وہ کیونکر شیعہ رہ سکتے ہین۔ اور دین و ایمان انکا اور انکی

محبت خاندان رسول کیا بکار آمد ہی - میری راے ناقص مین یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہی کہ جہان جہان اس قوم وگروہ کے لوگ طریقہ اثنا عشری رکھتے ہون وہ اپنے پتہ وسکونت و قومی حالت و تعداد مومنین سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جاوے کہ جس سے باہم سلسلہ رشتہ داری قائم کیا جاوے اور عذاب الیم سے نجات ملے - اور بالفعل اڈیٹر صاحب اصلاح کی خدمت مین یہ مضمون پہونچایا جاوے کہ وہ براہ مومن نوازی عند اللہ و عند الرسول اپنے رسالہ مین جگہ دین تاکہ اُنکی بدولت ہم بھی مومنین مین شمار ومحشور ہوجاوین - اور اپنا نام و پتہ بوجہ سے مخفی رکھا جاتا ہی کہ شاید خدا نخواستہ کوئی مشکل نہ ہوئی یا قوم نے پتہ ونشان لینے مین تامل کیا تو مخالف پورا پورا نشانہ ملامت بنادینگے - اگر بامداد اسعد الٰہی پتہ ونشان بذریعہ رسالہ اصلاح معلوم ہونے شروع ہوجاوینگے تو مین بھی اپنا پتہ ہونگا اور یہی وجہ عدم میسری رشتہ اس قوم مین مانع قبول مذہب حق ہی - چنانچہ مین بقسم کہتا ہون کہ اکثر میری قوم کے اشخاص ذی شعور نے مذہب حق کے قائل ہوکر اسی وجہ سے قبولیت سے انکار کیا -

اور یہ بھی استدعا کی جاتی ہی کہ جہان جہان سادات ومومنین و دیگر سربرآوردہ مذہب قوم مذہب حق اختیار کیے ہوے ہین وہ ایسے گروہ قوم راجپوت کے پتہ وسکونت سے اصلاح کو اطلاع دین تاکہ اُنکو حصہ اجر عظیم کا ملے -

راقم ایک بندۂ خدا محتاج امداد

اصلاح حق یہ ہی کہ قوم راجپوت ہندوستان مین نہایت معزز قوم رہی ہی اور مذہب اسلام قبول کرنے سے اُنکی عزت اور بڑھ گئی - پھر تعجب ہی کہ اُن سے سلسلۂ مناکحت دوسری قومون نے ابھی تک جاری نہین کیا - حالانکہ خداوند عالم قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی انما المومنون اخوۃ کل مومنین آپس مین بھائی ہین - لہذا قوم کو چاہیے کہ اُن سے رشتہ داری پیدا کرکے اُنکی اس شکایت کو برطرف کرے -

اڈیٹر

خاتمۂ خلافت راشدۂ اہلحدیث

اس فرقہ کی عموماً اور اڈیٹر صاحب اہل حدیث کی تہذیب توخصوصاً آپ بکرات ومرات ملاحظہ کر چکے ہین تازہ انسانیت ملاحظہ ہو کہ اپنے خاتمۂ جلد ششم پر لکھتے ہین۔

اصلاح کی اصلاح

"ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ شیعہ علماء سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح (شیعہ) سے خصوصاً ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین کہ سنی شیعہ کی نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصل کرین۔ اس بار بار کی تحریک سے ہمارے دوست (دستور) اڈیٹر "اصلاح" نے ایک دفعہ کروٹ لیکر لکھا تھا کہ:—

"پہلے آپ یہ بتلا دین کہ آپ مدعی ہونگے یا مجیب"

جسکا جواب اہل حدیث ۱۹ جولائی مین دیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہے کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی بننے کو حاضر ہین۔ اس کے بعد ہمارا ایک ایک دن انتظار مین ماہ رمضان کی طرح عید کی خوشی مین گذر رہا تھا کہ خلافت کا فیصلہ قرآن سے سنین گے اتنے مین ناگاہ رسالہ اصلاح آپہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجائے ایفاے وعدہ کے ایک نئی پخ لگائی۔ آپ لکھتے ہین اور سبحان اللہ کیا خوب لکھتے ہین:—

"بہرحال جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے کیونکہ قرآن مین اس طور سے مجموعاً نہین مذکور ہے تو آپ پھر خلافت بافصل جناب امیرؑ کو قرآن سے کب مانین گے اسی لیئے تو مین نے بار ہا عرض کیا کہ آپ ایک مسئلہ بھی اپنا قرآن سے ثابت کر دین تو اُسی استدلال سے مین خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے ثابت کرون مگر آپ نے نہین مانا۔ اور ہمیشہ اس سے گریز ہی کرتے رہے مگر آپ اگر مسلمان ہونگے تو قرآنی فیصلہ سے کسی طرح عدول نہ کرینگے لیکن آپ کو یہ بتا دینا ضروری ہو کہ آپ اہل قرآن سے ہین یا اہل حدیث سے تاکہ بحث مکمل طریقہ

ہو سکے۔ کیونکہ ابتو آپ کے فرقہ کے لوگ عام طور سے اہل قرآن بن رہے ہین اور آپ اُسکا پیش خیمہ ڈال رہے ہین۔ ورنہ آپ لوگون کی حالت تو قدیم سے شترمرغ کی چال سے بھی بدتر ہے" اصلاح " بابت رمضان صفحہ ۹۔

جواب۔ ناظرین یہ ہی ہمارے متوعی برادر کی لیاقت اور یہ ہی اُنکی تہذیب اور یہی اُنکا ایفاے عہد۔ سچ ہی ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها ومن عهدها الا يدوم لها عهد

(جب کوئی محبوب (شیعہ) وعدہ خلافی کرے تو وہ بھی وفا ہی۔ کیونکہ اُسکے وعدے مین داخل ہی کہ وہ پورا نہ کریگا)

جی مین آتا ہی کہ اس اقتباس کے پہلے حصے پر وہی آیت پڑھون جو قرآن مجید مین دروغگویون کے حق مین آئی ہی لیکن خطرہ ہی کہ ہمارے دوست (دستور) اڈیٹر اصلاح یہ جواب دینگے کہ :۔ ہے

آب از سر گذشت آنرا کہ می ترسانی از باران

اس لیے صرف اتنا بتلا دینا کافی ہوکر سنیے اور دل کے کانون سے سنیے اپنی کذب روی کو بھی سنا دیجیے کہ ہمارا کلمہ۔ ہمارا نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی :۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ہان ہم یہ بھی کہتے ہین ہے

ارے لوگو زبان اپنی کو روکو
خدا لعنت کرے اُس بیحیا پر
جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار
جسے کچھ بغض ہو ورے اولیا سے
برا کہنا اور بھی سن لیجیے حضرت

بزرگون سے نہین انکار ہم کو
کہ جسکے دل مین ہو بغض پیمبر
رہے ہردم خدا کی اُسپہ پھٹکار
ہمیشہ ابر لعنت اُسپہ برسے
جو حق پر نہ چلے اُسپر بھی۔۔۔

اصل مضمون کا جواب سنیے گو ہم جانتے ہین کہ آپ حیلے بہانے تراش رہے ہین یہی وجہ ہی کہ آپ نے جمادی الثانی کے رسالہ مین تو یہ لکھا تھا کہ :۔

"بہرحال یہ امر تصفیہ طلب ہی کہ آپ مستدل ہین یا مجیب اسکو طی کر لیجیے تو آگے چلیے"
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بس اب مولانا کے دلائل قرآنیہ کا دریا اُمڈا چلا آئیگا
لیکن آخر بات نکلی تو یہ جس سے ہم کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہی کہ ؎

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہین ہے شیشے مین مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لین گے ترا سبو بھی نہین رہے گا

چونکہ ہماری غرض ہی کہ ہم شیعون سے کلی فیصلہ کر لین تاکہ آئے دن کی جھک جھک
ختم ہو کر دونون گروہ اسلام معانقہ کرتے ہوے کہین ؎

کون کہتا تھا کہ ہم تم مین جدائی ہو گی یہ ادائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

اس لیے ہم اپنے دوست کے ناز اُٹھاتے ہین چاہیے وہ ہم کو اُس قدر بھی کہہ لین
جتنی اپنی ماں اور نانا جان کو کہتے ہین تو بھی ہم سُنین گے۔ بس سنیے کہ ہماری نوعیت
اہل حدیث ہی اور جنسیت اہل قرآن۔ سمجھے ہو یا کچھ کسر ہے۔
تفصیل سے سنیے۔
جس طرح آپ انسان ہین اور حیوان بھی۔ آپ کو اور مولوی فرمان علی صاحب کو ملا کر
سوال ہوگا تو جواب مین انسان کہا جائیگا۔ اور جب آپ کو کسی گدھے کے ساتھ ملا کر
سوال ہوگا کہ "ما ھما" تو جواب آئیگا حیوان۔ غالباً آپ نے منطق کی بڑی کتاب
"ایساغوجی" پڑھی ہو گی۔ اس لیے توقع ہی کہ اب آپ اس تقریر کو خوب سمجھ گئے
ہو نگے۔ ٹھیک اسی طرح ہم اپنی نوعیت مین اہل حدیث ہین (اہل حدیث کسی فرقہ کا
نام مت سمجھو بلکہ یہ کہ قرآن اور حدیث دونون پر عمل کرنے والے۔)
ہان رافضی خارجی وغیرہ فرقون سے مل کر ہم اہل قرآن ہین لیکن لا بشرط شئ
جیسے آپ گدھے۔ گھوڑے وغیرہ سے مل کر حیوان لا بشرط شئ ہین۔ جس طرح
آپ کی حیوانیت مین فقط کی قید ملحوظ نہین ہوتی اُسی طرح ہمارے اہل قرآن ہونے
مین لا کی قید ماخوذ نہین۔ نہ سمجھے ہون تو جناب مولوی فرمان علی صاحب (دفینہ) سے

ؔ حضرت عائشہ ام المؤمنین اور انکے والد ماجد رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے۔

پوچھ لیجیے - بس اب جلدی کیجیے ایسا نہ ہو کہ ناظرین اُکتا کر آپ کی طرف شعر مندرجہ ذیل لکھ بھیجین ؎

الا ایہا اللیل الطویل الا انجلی | بصبح وما الاصباح منک بامثل

یہ پوری تقریر ہی مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اڈیٹر اہل حدیث امرتسر کی نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۷ شوال ۱۳۲۷ھ

یہ تحریر اس لیے بجنسہ نقل کی گئی کہ اڈیٹر صاحب کو معلوم ہو اپنے مخالف کی عبارت اس طرح نقل کی جاتی ہی جس مین کسی قسم کا تغیر نہین کیا جاتا تا کہ معلوم ہو اُسکا کیسا استدلال ہی اور وہ کیا کہہ رہا ہی جس سے اُنکو سبق لینا چاہیے -

اس تحریر سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ لوگ جو مدعی عمل بر قرآن و حدیث ہین کس درجہ تہذیب یافتہ ہوتے ہین اور پھر ہم سے چاہتے ہین کہ دشمنان خدا کی تعظیم کرین -

اس تحریر سے آپ کے نفس پر جو اثر پڑتا ہو اسکو اس سے دفع کیجیے کہ ان لوگون کے اسلاف نے اس سے زیادہ کریہ و سخت الفاظ رسول اللہ کی شان مین کہے ہین ان ھذا الساحر کذاب قرآن مین موجود ہی - پھر آپ کو کیا شکایت ہو سکتی ہی - ہم اس کے محکوم ہین فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل لہٰذا ہم اُنکو اس طرح معاف کرتے ہین جس طرح ہمارے جد امجد رسول اللہ نے ابوجہل و ابولہب کی نسبت فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون -

آپ کو اس وجہ سے بھی مکدر نہ ہونا چاہیے کہ ان سب باتون کا جواب قرآن و حدیث مین موجود ہی جس سے اسکی تشفی ہو جاتی ہی کہ جو کچھ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہی اپنے اسلاف کا فوٹو دکھایا ہی - دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۲۷ استب عقیل و ابوبکر و کان ابوبکر سبابا یعنی گالی گلوج کی حضرت عقیل و ابوبکر نے اور تھے ابوبکر بڑے گالیان بکنے والے -

جب قدیم الایام سے ابوبکر صاحب کا لقب سباب تھا (بڑا گالی دینے والا) تو کب ممکن ہو کہ اڈیٹر صاحب اُنکی پیروی چھوڑ کر قرآن و حدیث کا اتباع کرین جس مین قبس

الاسم الفسوق بعد الایمان مذکور ہو۔
عمر صاحب کا باجماع صحابہ و اتفاق امہات المومنین افظ و اغلظ ہونا صحاح ستہ سے ثابت ہو۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ اڈیٹر صاحب و لو کنت فظا غلیظا لانفضوا من حولک پر عامل ہو کر درشت خوئی و سخت گوئی کو ترک کریں۔
اڈیٹر صاحب تو عموماً شیعہ و سادات کو "حرامزادہ" کہہ چکے ہیں ملاحظہ ہو اصلاح ۲؎
مگر نہ معلوم اس دفعہ کیا ہوا جو خاص اپنے خلیفہ عبداللہ بن زبیر کا خطاب "ممتوعی" دوسروں کو دیتے ہیں۔ حالانکہ مروج الذہب مسعودی میں ہو خطب ابن الزبیر
فقال ما بال اقوام یفتون فی المتعۃ و ینقصون حواری رسول اللہ وام المومنین عائشۃ اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یعرض یا بن عباس فقال یا غلام اصمد نی فقال یا ابن الزبیر قد الصفت المغارم من رماھا + انا اذا ما فتنۃ تلقاھا + نردا ولھا علی اخراھا اما قولک فی المتعۃ فسل امک تخبرک فان اول متعۃ سطع مجمرھا سطع بین امک وابیک صفحہ ۱۶۵ حاشیہ جلد ۶ کامل۔
دیکھیے مجمر متعہ پہلے جو روشن ہوئی تو اسما اور زبیر کے درمیان ہیں جس سے عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ پھر اب یہ خطاب عالی دوسروں کو کیونکر دے سکتے ہیں۔
اسکو جانے دیجیے اپنے بھائی مولوی حافظ حکیم ابو یحییٰ محمد صاحب شاہجہانپوری کی کتاب الارشاد دیکھیے جو آپ کی طرح وہابی ٹھیکے لکھتے ہیں۔ "اسی طرح نکاح متعہ منسوخ ہوا مگر کتنے صحابہ کو ناسخ نہ پہونچا وہ جائز ہی کہتے رہے جیسے عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس۔ اسماء بنت ابی بکر۔ معاویہ۔ ابو سعید وغیرہم ان میں سے بعض کا رجوع کرنا بھی منقول ہو" صفحہ ۱۰
پس جب خود ابو بکر صاحب کی بڑی بیٹی متعہ کو جائز جانیں بلکہ متعہ کریں تو آپ اُس پر کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔
ہم کو اس سے تو بحث نہیں کہ متعہ کبھی بھی منسوخ ہوا یا نہیں کیونکہ عمر صاحب سے کہتے ہیں

متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما (ازالۃ الخفا) جس سے حضرت عمر صاحب کے حکم سے منسوخ ہونا معلوم ہوا۔ مگر مطلب ہمارا بہر طور ثابت ہو اکہ ابو بکر صاحب کی بڑی بیٹی اسکو جائز جانتی تھیں تو کیا آپ اپنی خالہ اماں کے اس فعل پر معترض ہونگے؟ رہا آپ کا مجھے ممتوعی کہنا۔ یہ اگر بربنائے کسی روایت کے ہے جسکے راوی مثل ابوہریرہ صادق الصحیح ہوں تو براہ کرم راوی کا نام لکھیے کہ دیکھا جائے۔ اور اگر بلا سند کہا ہے تو مخالفت ولا تقف ما لیس لک بہ علم کی ہوئی۔

اور اگر حذوت کیا ہے تو اسکی حد آپ کو معلوم ہے کیونکہ نہ آپ پیغمبر ہیں جو حد سے بری کر دیے جائیں۔ ورنہ ہر شخص کا وجدان مثل خلیفہ دوم ہے جو حد خدا کو موقوف کر کے تین صحابی جلیل القدر پر بلا حجت شرعی حد جاری کرے۔ ہم تو آپ کی نسبت کچھ نہیں کہتے صرف حدیث رسول سناتے ہیں کہ دشمن علی حرامزادہ ہے۔ عذر ہو تو بتائیے۔

آپ لکھتے ہیں "اور یہ ہے آپ کا ایفائے عہد" یہ ایک ایسا جملہ ہے کہ اگر اسکی شرح کیجائے تو یہ نمبر پورا اسی میں ختم ہو جائیگا۔

آپ لکھتے ہیں کہ "شیعہ علما سے عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح سے خصوصاً ہم مدت سے درخواست کر رہے ہیں کہ شیعہ سنی کے نزاعات کو قرآن شریف کے ساتھ فیصلہ کریں"

مگر افسوس آپ کا ہر جملہ ایسا ہوتا ہے کہ اسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جائے کیونکہ بار بار اسکی تکذیب آپ پر ظاہر کی گئی اور آپ اس سے کسی طرح باز نہیں آتے حالانکہ آپ ہمیشہ وعظ میں جھوٹ پر لوگوں سے عہد لیتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولیں اور خود ایسا صریحی جھوٹ بولتے ہیں کہ صدیق اکبر بھی شرما جائیں۔ آپ نے یہ اعلان ماہ شوال ۲۳ھ دیا تھا جسکا جواب اسی ماہ شوال ۳۵ھ کے اصلاح نمبر ۱۹ و ۲۰ میں بعنوان "قبول دعوت" دیا گیا جسکے جواب میں آپ نے گیارہ مہینہ بعد ۳۰ رجب سنہ ھ کو یہ لکھا "شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دینی زبان سے تسلیم کر کے ہم کو اجازت دی ہے کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کریں جسکے لیے ہم اڈیٹر موصوف کے شکر گزار ہیں مگر بوجہ ضروری مضامین کے ہم اتنے

دونون تک خاموش رہے لیکن دل سے اس مضمون کو نہ بھولے تھے۔
جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کی دعوت فوراً قبول کی گئی۔ لیکن آپ ہی خاموش رہے۔ اور آپ نے اس مضمون کو ویسا ضروری سمجھا جس مین گیارہ مہینے الجھے رہے پھر یہ کیسا دروغ ہے کہ آپ لکھتے ہین "ہم مدت سے درخواست کر رہے ہین" اس تحریر پر اصلاح نمبر ۹ جلد ۱۱ بابت ماہ رمضان مین آپ سے دریافت کیا گیا تھا کہ "میری قبول دعوت کو دبی زبان سے کیون لکھا" اس تحریر مین بھی آپ کی دروغگوئی پورے طور سے دکھائی گئی تھی۔ اُسکا جواب چار ماہ بعد آپ نے ۱۳ محرم سنہ ھ مین تحریر کیا اور اُس مین لکھا تھا کہ "اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے یہ اصول دکھاؤ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب" جسپر اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۲ بابت ماہ صفر مین پھر تعاقب کیا گیا اور نہایت واضح طور سے دکھایا گیا کہ قرآن آپ کے یہان حدیث اجماع قیاس سب سے منسوخ ہے المسنۃ قاضیۃ علی الکتاب آپ کا مسلمہ اصول ہے۔ اسکے جواب مین آپ نے ۱۲ ربیع الاول کو لکھا اُس مین کچھ ایسے شرائط بڑھائے کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تھا اس لیے اُسکو کالعدم سمجھا اسکا جواب اصلاح نمبر ۶ جمادی الثانی مین تفصیل دیا گیا۔ مگر پھر آپ نے کوئی جواب نہین دیا اور آجتک اُسکا انتظار ہی رہا۔
ہان چونکہ آپ نے ۱۲ ربیع الاول مین لکھا تھا "آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا" اس لیے مین منتظر تھا کہ اس وعدہ کا دیکھیے کب ایفا ہوتا ہے کیونکہ جب قبول دعوت کا جواب آپ نے گیارہ مہینہ مین دیا تھا حالانکہ نہ اُس مین کوئی استدلال تھا نہ کوئی امر مشکل۔ تو اس مضمون کے جواب مین گیارہ برس کی امید تھی۔
آپ کی راست بازی۔ ایمانداری اور فیصلۂ قرآنی پر آمادہ ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی فرمان علی صاحب سے آپ نے جاکر خود زبانی مباحثہ کیا اور تحریری مضمون پر آمادہ کیا اور اُن سے وعدہ لیا اور خود وعدہ کیا کہ آپ کے مضمون کو ہم ضرور شائع کرینگے جس پر مولوی صاحب ممدوح نے آپ کو دو تحریرین بھیجین جن میں

پہلی تحریر متعلق اِنما کو توکسی طرح آپ نے ایک دفعہ شائع کردیا۔ دوسری تحریر کی جس مین
ولی کی تحقیق تھی۔ آپ نے وہ گت بنائی کہ بخاری صاحب نے بھی کبھی اسطرح حدیث رسول
کا قیمہ نہ کیا ہوگا۔ نہ آپ نے ۷ اشعبان مین شائع کیا نہ ۲۴ شعبان مین نہ یکم رمضان
المبارک مین نہ ۸۔۱۵ ماہ رمضان مین۔ بلکہ ایک ٹکڑہ ۲۲۔۲۹ ماہ رمضان کو شایع
کیا۔ دوسرا ٹکڑا ۷ شوال کو۔ ۱۴۔۲۱ شوال کو غائب کرکے پھر ۲۸ شوال کو کچھ جگہ
دی گئی اور ۵ ذیقعدہ کا اخبار خالی گیا۔ ۱۲ کے پرچہ مین کچھ دیا۔ تو ۱۹ اور ۲۶۔
ذیقعدہ خالی دیا گیا۔ برعکس اسکے ایک تحریر مخالف دربارۂ لفظ "ولی" شایع
کی جسکا کوئی موقع نہ تھا۔

حالانکہ یہ مضمون ایسا مختصر تھا کہ اصلاح نمبر ۱ شوال مین ایک ہی دفعہ پورا شایع
ہوچکا اور آپ کے یہان ہنوز باقی چلا جاتا ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ
کس قدر اس فیصلہ پر آمادہ ہین کیونکہ جو لوگ اخبار دیکھنے کے عادی ہین اور جنکے
مضامین چھپتے رہتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ کسی مضمون کو اگر مسلسل طور پر شایع
کرتے ہین تو راقم مضمون اور ناظرین پر کسقدر گران گزرتا ہی۔ چہ جائیکہ اس مین
اس طرح کی تفریق بھی کی جائے کہ ایک نمبر مین کچھ لکھا جائے اور دو مین نداردا ور
پھر اسپر مخالفانہ نوٹ بھی دیا جائے کہ نہ پہلے مضمون کو کوئی سمجھے۔ نہ اس نوٹ کا
حسن و قبح معلوم ہو اور کہنے کو ہوجائے کہ جواب ہوگیا۔

توکیا ایسی حالت مین کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہی کہ یہ کارروائی آپ کی ایمانداری کی ہی
اور اس تصفیہ پر آپ دل سے آمادہ ہین۔ حاشا وکلا ہر بافہم اس سے تو یہی سمجھیگا کہ
آپ اس تحریر مسلسل کو اس طرح غارت کررہے ہین کہ کسی کو نہ معلوم ہو لکھنے والے
نے کیا لکھا۔ نہ کوئی اسکا اثر ہو نہ کوئی نتیجہ نکلے۔

جس طرح اصلاح نے (جو ایک ماہانہ پرچہ ہی اور ہزارون مشکلات مین مبتلا رہتا ہی)
اس تحریر کو ایک ہی دفعہ شائع کردیا۔ آپ بھی اگر شائع کردیتے تو ناظرین کو فیصلہ
کرنے کا موقع ملتا کہ یہ مضمون کیسا ہی اور کس متانت و وقعت سے لکھا گیا ہے۔ مگر

آپ تو حضرت عمر کی چال چل رہے ہین کہ خلافت پر کسی کو نامزد بھی نہین کرتے اور ترکیب وہ کر رہے ہین کہ جناب امیر محروم ہی رہین -
اسپر طرہ یہ ہی کہ آپ نے اخبار کو بجاے ۱۲ صفحہ کے ۶ صفحہ کیا جسکا توم سے ہر چند وہ بھی بڑھا لیا - حالانکہ ۴ صفحہ صرف اشتہارئے دیے ہین جسکی اجرت آپ کو دوسو روپیہ سالانہ سے کم نہ ملتی ہوگی - یہ ہی آپ کی ایمانداری کہ خود اپنی قوم کو اس طرح فریب دے رہے ہین تو پھر ہم کیا امید کرین -
بہرحال آپ نے ۲۶ جولائی مین یہ ضرور لکھا تھا کہ " خلافت کے مسئلہ مین حق تو یہی ہی کہ آپ مدعی ہون تاہم اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم ہی مدعی ہو سکتے ہین " مگر اُسکے ساتھ یہ بھی تو لکھا تھا کہ " اگر آپ معقول وجہ سے فرما دینگے تو ہم ہی مدعی بنکر اپنا دعوی قرآن شریف سے ثابت کر دین گے " جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول کی فرمایش کر رہے ہین جو محال ہی کیونکہ رسالہ عقل و تہذیب اہل حدیث سے ثابت کر دیا ہی کہ تمامی اہل حدیث عقل سے محروم ہین - پھر وہ وجہ کہان سے لائی جائے جو آپ کی عقل مین آجائے - تاہم ضرورت سے زیادہ مین لکھ چکا تھا جسکی بنسبت آپ خود اسی ۱۶ جولائی مین لکھتے ہین " ہمارے معزز مخاطب اڈیٹر اصلاح جنکی خدمت مین مدت سے ہم درخواست کرتے ہین کہ شیعہ سنی کی نزاع کا تصفیہ محض قرآن شریف سے کرین - اس پر آج عرصۂ دراز تک ادھر ادھر کے الاہنے طعنے ہم کو دیتے رہے اور ہم سنتے رہے بلکہ اب بھی سنتے ہین " جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ میری تحریر کو الاہنا کہتے ہین اور اُسکا سننا - جواب دینا نہین چاہتے - چنانچہ خود لکھتے ہین " اس لیے ہم اُن کے الاہنون کا جواب نہین دینا چاہتے " پھر فرمائیے صورت تصفیہ کیا ہی کہ آپ میری تقریر کو الاہنا کہین - اور اُسکا جواب دینا نہ چاہین -
دنیا مین مناظرہ کا عام قاعدہ یہی ہی کہ ایک شخص مدعی ہوتا ہی - دوسرا مجیب - مدعی کا فرض ہی کہ اپنے دعوے کو دلائل مسلمۂ فریق مخالف سے ثابت کرے - مجیب کا کام ہی کہ اگر وہ دلائل کسی وجہ سے ناقص ہین تو اُس مین نقص کرے - یا تسلیم - مدعی بھی

اُس نقص کو رفع کرتا ہی اور تصفیہ پاتا ہی۔

آپ دنیا بھر کے خلاف چاہتے ہین کہ خود نہ کوئی دلیل دین نہ کوئی ثبوت۔ اور فریق مخالف آپ کے دعوے کو قبول کرلے۔ پھر بتایئے یہ مناظرہ ہو یا خلیفۂ اول کی زبردستی کہ قسم کھا بیٹھے۔ ہم تو اُن مسلمانون سے ضرور لڑینگے جو ہم کو زکوۃ نہ دین۔ حالانکہ صحابہ کا اجماع ہو چکا ہی کہ اہل قبلہ سے جنگ نہ کرنی چاہیے۔

اب یہان آپ لکھتے ہین "ناگاہ رسالۂ اصلاح آ پہونچا جس مین اڈیٹر صاحب نے بجاے ایفاے عہد کے ایک نئی پخ لگائی" اس تحریر سے ہر شخص تو یہی سمجھتا ہی کہ جس مناظرہ کے متعلق اڈیٹر صاحب اہل حدیث اور اڈیٹر اصلاح سے گفتگو ہو رہی تھی اُسی کے متعلق یہ تحریر بھی ہو گی۔ حالانکہ اس تحریر کو اُس سے نہ کوئی واسطہ ہی نہ سروکار۔ بلکہ جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر اول جسے آپ نے ۱ شعبان کو شائع کیا تھا۔ اُسی تحریر کو اصلاح نمبر۹ مین مین نے شائع کیا۔ جسکی نسبت آپ مورخہ ۲۲-۲۹ ماہ رمضان مین لکھتے ہین "اڈیٹر صاحب اصلاح نے بڑی مہربانی سے زخود پہلا مضمون مع ہمارے نوٹ کے درج کیا ہی جسکے لیے ہم اُنکے شکرگذار ہین (گو اُنکی وعدہ خلافی کا گلہ باقی ہی جو آیندہ کبھی ذکر ہو گا) اُنکی روش سے توقع ہی کہ اس مضمون کو بھی سلسلہ وار درج فرماوینگے"

جس نوٹ کے اندراج اصلاح پر آپ اڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہین اُسی نوٹ مین آپ نے مولوی فرمان علی صاحب پر دشنام دہی کا الزام لگاتے ہوئے اپنے امام فخرالدین رازی کی نسبت لکھا تھا "ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا کے ہر دو بزرگ کے حق مین بدگوئی کرین پھر ہم سے اُسکی اشاعت کرائین" اسی تحریر پر اصلاح نے میزان الاعتدال ذہبی سے اہل حدیث کا اُن سے ناراض ہونا اور اُنکو دین مین شک پیدا کرنے والا ثابت کیا تھا۔ جسکے بعد یہ بھی لکھا تھا کہ "آپ مولوی فرمان علی صاحب کے اس قول سے کہ اُنھون نے شترمرغ کہا اسقدر ناراض ہوے۔ حالانکہ آپکے اخبار مین ائمۂ اطہار علیہم السلام کو اُم کا املی اور دن کو رات کہنے والا لکھا جاتا ہی۔

اور رسول اللہ کی عزت آپ کے یہان ایک چمار سے زیادہ نہین - اسکے بعد وہی فقرات
ہین جنھین آپ نے نقل کیا کہ جب اہل حدیث کے یہان لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کلمۂ شرک قرار پاگیا تو اب خلافت جناب امیرؑ کو قرآن سے وہ کب مان سکتی ہین"
مین نے جو آپ سے مکرر سہ کرر بکمال ادب عرض کیا کہ اگر آپ کو مناظرہ کا
شوق ہو تو میری تحریر پوری شایع کیجیے اُسکے بعد جو جی چاہے جواب لکھیے" اسی لیے
لکھا تھا کہ اس سے آپ کی چالاکی تمام عالم پر ظاہر ہو جائیگی - کیونکہ اگر آپ پوری
تحریر شایع کرتے تو کسی شخص کو پھر اسکا گمان نہ ہوتا کہ یہ تحریر مین نے اُس مناظرہ
کے متعلق لکھی ہو جسکی آپ فرمائش کر رہے ہین اور مین اُسکو قبول کر رہا ہون - بلکہ
یہ جواب ہو آپ کے نوٹ کا - مگر آپ کی بتقلید بخاری اس کتر بیونت کرنے سے ہر شخص
یہی سمجھتا ہوگا کہ یہ تحریر اُسی مناظرہ کے متعلق ہو - جیسا کہ آپ لکھتے ہین کہ مین نے
بجاے ایفاے عہد ایک نئی پخ لگائی - پھر آیۂ معینہ کی تلاوت کے سوا کوئی چارہ
نہین ہو -

آپ لکھتے ہین "یہ ہو اُنکی تہذیب اور یہ ہو اُنکا ایفاے عہد" تہذیب کی نسبت تو
جس طرح جناب امام حسینؑ نے معاویہ - عمرو عاص - مغیرہ سے مناشدہ کرنا پسند فرمایا
تھا - اُسی طرح تمامی اہل حدیث کو حکم مقرر کرتا ہون کہ وہ براے خدا فرمائین اس تحریر
مین کونسا جملہ بدتہذیبی کا ہو - خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائین کہ کس کلمہ مین بدتہذیبی
کی گئی ہو - اور کون سے کلمہ مین تہذیب کے خلاف کیا گیا ہو -
رہا الزام خلف عہد پس اُن لوگون سے نہایت مستبعد ہو جو ناکثین کے پیرو ہون کہ ایسا
الزام شیعیان حیدر کرار پر دین - جنھون نے جان دینا قبول کیا مگر خلف وعد کو اپنے
سر کبھی نہ آنے دیا -
آپ کو خدا اور رسول بلکہ خلفاے ثلاثہ و روح امام بخاری کی قسم ہو بتائیے مین نے
آپ سے کب وعدہ کیا ہو جسپر آپ مکرر خلف وعدکا الزام دے چکے -
اڈیٹر صاحب آپ ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کے اصلاح کو ملاحظہ کرین کہ مین نے

آپ سے کیا وعدہ کیا ہی ملاحظہ ہو نمبر ۱۹ و ۲۰ جلد ۱۰ کی آخری عبارت ''آخر مین آپکو عام اجازت ہی کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن وحدیث سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین'' صلہ

آپ برائے خدا فرمایئے اس مین مین نے کیا وعدہ کیا ہی - استدلال پیش کرنیکا یا جواب دینے کا ؟ - یا نا ئیدی فرمایئے کہ آج تک آپ نے کوئی استدلال پیش کیہ کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا جسکا جواب مین نے نہ دیا ہو -

ہو سکا تو چند روزہ ہی حضرت کا خیال کر کے فرمایئے مین نے کونسی خلاف وعدگی کی جسپر آپ نے اسقدر مغلظات گالیان دین -

اب مین آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلاتا ہون کہ آپ نے کیا وعدہ کیا تھا اور اسکا کچھ ایفا کیا یا نہین -

آپ اپنے اہل حدیث نمبر ۳۴ جلد ۶ مورخہ ۲۷ ربیع الاول مین بجواب میری تحریر مندرجہ اصلاح نمبر ۲ بابت صفر) لکھتے ہین ''آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جاوے گا انشاء اللہ'' سطر ۸ کالم ۱ -

اب براہ کرم فرمایئے اس مین کوئی وعدہ ہی یا نہین - اور اگر ہی تو اسکا ایفا ہوا یا نہین - ہوا تو کس نمبر مین ؟ اگر نہین ہوا تو شعر ؎

اذا عاہدت حسناء اوفت بعہدھا ومن عہدھا الا یدوم لہا عہد

کا مصداق کون ہی - اور آیہ معلومہ کی تلاوت کا حق کس کو ہی ؟

لیکن چونکہ آپ حسن ظاہری و باطنی دونون سے معرا ہین اور کنیت بھی خلاف واقع ''ابوالوفا'' قرار دی ہو لہذا یہ شعر آپکے حق مین زیادہ چسپان ہے ؎

دع ذکرھن فما لہن وفاء ریح الصبا وعہودھن سواء

ہم تو آج تک اس امید مین تھے کہ آپ اس وعدہ کو پورا کرینگے اور جواب الگ دینگے - کیونکہ اصلاح نمبر ۲ مین نہ صرف آپ کے اکاذیب بعد و خلفاے ثلاثہ دکھائے گئے تھے - بلکہ آپ کے اس سوال ''اگر سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہل حدیث سے المسنہ

قاضیہ علی الکتاب کا مسئلہ اصول ہونا دکھادو" کا جواب نہایت تہذیب سے دیا گیا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے حصول المامول صفحہ ۳۶ مین موجود ہی بلکہ یہ بھی دکھایا تھا کہ قرآن آپ کے یہان حدیث - اجماع - قیاس سب سے منسوخ ہوتا ہی - اسی لیے تو مین منتظر رہا کہ دیکھیے آپ اپنا وعدہ کس طرح پورا کرتے ہین؟ آپنے مجھے دھمکی دیتے ہین کہ آیۂ معلومہ کی آپ تلاوت کرینگے - مگر افسوس یہ ہمت نہین ہوتی کہ آیۂ معلومہ کی تلاوت کرین - دیکھیے وہ آیہ یہ ہو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہیے اللھم امین -

ہم جانتے ہین آپ کا یہ غصہ اور یہ غیظ وغضب صرف اس پر ہی کہ مین نے آپ کے اس راز کو کیون فاش کیا کہ اب اہل حدیث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین - مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ " ہمارا نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" قرآن کے کس آیہ مین لکھا ہی - کیونکہ محض آپ کے لکھنے سے نہ یہ کلمہ آپ کے فرقہ کا کلمۂ طیبہ ہو سکتا ہی نہ اُنکا نجات دلانے والا - کیونکہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مسلم لیڈر فرقۂ اہل حدیث نے لکھا تھا " اُنکے (اڈیٹر شرح الاخبار جہلم) اس احسان کا شکریہ تمام اہل سنت اور معتقدین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پر جن مین ہم بھی شامل ہین اور اُنکی طرف انتساب کو فخر سمجھ کر اہل حدیث حنفی کہلاتے ہین" (اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ صـ ۲۷ جلد ۱۲ ملاحظہ ہو) تو آپ نے اُسپر یہ نوٹ دیا تھا " علما (جس سے معلوم ہوا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے علماء سے ہین) کے اسی معمولی تساہل نے آج امت کو یہ بُرا دن دکھایا کہ جو کوئی اس نسبت حنفی شافعی وغیرہ کو اپنے ساتھ نہ لگائے اُسکو اہل سنت مین جگہ نہین ملتی - اس لیے ہم آزادی سے کہتے ہین کہ آپ اپنے لیے بیشک اہل حدیث کے ساتھ حنفی کا لقب ملائین مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی - غالباً جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہوگا" (اہل حدیث مورخہ ۲۲ - ۲۹ ماہ رمضان ۱۳۳۲ھ) -

جس سے معلوم ہوا کہ ایسے ایسے علما کے اختیار لقب کو آپ اُنکی ذاتی رائے بتاتے ہین

نہ فرقہ کی راے۔ تو آپ کے محض کہنے سے کہ "ہمارا کلمہ۔ ہمارا نجات دلانیوالا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی" تمام فرقہ پر کیا اثر پڑ سکتا ہی۔ کیا وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ "یہ آپ کی ذاتی راے ہی" غالباً جماعت اہل حدیث پر اسکا کوئی اثر نہ ہوگا

کیونکہ آپ کا شمار تو نہ اُن علما مین ہی جو اساطین دین سے مانے جاتے ہین۔ نہ اُن محدثین مین جو دین کے ارکان سے ہین بلکہ ایک معمولی درجہ کے مولوی فاضل پاس ہین جسکی طبقۂ علما مین کوئی وقعت نہین۔ پھر آپ کی ذاتی راے کا پابند مسلم فرقہ آپ کا کیونکر ہو سکتا ہی۔

اڈیٹر صاحب بہت سمجھ بوجھ کر قدم اُٹھائیے۔ یہ وہ معرکہ ہی جسکی نسبت روضۃ الاحباب مین لکھا ہی "ابوبکر چون دید کہ کلمات علی جملہ مستحکم و استوار یکی مقابل صد بلکہ صد ہزار است از در رفق و مدارا در آمد" پھر آپ کیا اہل کلمہ سے مقابلہ کر سکتے ہین دیکھیے جن لوگون نے اسکا اعلان دیا ہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "کلمۂ شرک ہی" کچھ ایسے کمزور نہین ہین کہ آپ اُنکے مقابلہ مین شیر پنجاب بنجائیے۔ کیونکہ مولوی احمد حسین صاحب شوکت مجدد السنۂ مشرقیہ مسلمہ لیڈر اہل حدیث جنکی نسبت اڈیٹر صاحب اہل حدیث نمبر ا جلد ے مورخہ ۵ نومبر مین لکھتے ہین " اور افراد اہل حدیث کو عموماً اور احباب ذیل کو خاص کر مخاطب کرتے ہین (بہت سے نام لکھ کر لکھتے ہین) مولوی احمد حسین صاحب شوکت اڈیٹر شحنہ میرٹھ (جس سے معلوم ہوا کہ اب بھی اُنکا شمار طبقۂ اہل حدیث مین ہی) وہ اپنے ایک مضمون بعنوان کلمۂ توحید مین اشاعۃ القرآن مین اس طرح شائع کرتے ہین "مین تو سرے سے اذان ہی کا منکر ہون چہ جائیکہ اذان مین کلمۂ توحید پڑھنا اور اُسکے ساتھ محمد رسول اللہ ملانا کیونکہ دونون باتین زائد فی القرآن اور خلاف قرآن ہین۔ مین نے تو مقلدین ائمہ اور مقلدین رواۃ (یہ خطاب اہل حدیث ہی) پر حجت قائم کی تھی کہ جب تم توحید مین رسالت کو شامل کرتے ہو یعنی رسالت کو

جزء توحید بناکر ان دو متضاد اجزا سے توحید کا معجون مرکب تیار کرتے ہو تو شیعہ نے کیا قصور کیا ہی کہ تم انکو کلمۂ امامت وخلافت کے توحید مین ضم کرنے سے چڑھتے ہو اور تم انکو رافضی کا لقب دیتے ہو" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء)

پھر فرمایئے کہ اڈیٹر اصلاح نے کیا غلط لکھا تھا کہ "اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ قرآن مین اس طرح مجموعا نہین ہی۔
کیا مولوی احمد حسین صاحب شوکت آپ کے نزدیک اہل حدیث سے نہین ہین؟ کیا آپ کی تحریر کی نسبت انکو یہ حق نہین ہی کہ کہین "یہ آپ کی ذاتی رائے ہی جسکا اثر فرقہ پر نہین پڑ سکتا"؟

اب دوسری شہادت سنیئے کہ مولوی محمد ابو القاسم صاحب[1] اپنے رسالۂ رمی الجمرتین (مطبوعۂ سعید المطابع پریس بنارس) مین لکھتے ہین "علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہی بالکل خاموش ہین - اور جنھون نے اردو کی کچھ کتابین دیکھ لی ہین اور "شتر دیدم ولی نگویم" کی طرح اسکے مشاق ہو گئے ہین - یا کچھ حدیثین مثل صحاح ستہ تک دیکھ لی ہین وہی طرح طرح کے فساد برپا کر رہے ہین چنانچہ ان ہی مین ایک صاحب موصوف بصفت مذکورہ ہر شہرون مین دورہ کرتے ہوے اثنا سے وعظ مین فرماتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی کیونکہ یہ کلمہ اس اجتماعی طور پر قرآن مین کہین نہین آیا اور نہ حدیثون مین اس طور سے کہین وارد ہی" (ملاحظہ ہو اخبار اہل فقہ مورخہ ۱۸-۲۲ رجب سنہ ۱۳۲۷ھ)

اب بتایئے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ اسکے قائل نکلے یا نہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمۂ شرک کہہ رہے ہین پھر مین نے کیا قصور کیا جو لکھا تھا کہ "جب اہل حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی تو خلافت جناب امیر کو قرآن سے کب مانین گے"۔

[1] یہ وہی مولوی محمد ابو القاسم صاحب ہین جنکی تحریر اپنی تائید مین اڈیٹر اہلحدیث نے ۸ مئی کو شائع کی تھی

افسوس صد افسوس کہ مین نے اصلاح مین اسکا حوالہ اجمالاً دیدیا تھا کہ اہل فقہ مین اسکی تصریح موجود ہی مگر نہ اڈیٹر صاحب نے اس حوالہ کو باطل کیا نہ اپنے فرقہ کی اس عقیدہ کا حنیفہ سے براءت ثابت کی بلکہ لکھا تو یہ لکھا کہ "ہمارا کلمہ نجات دلانے والا کلمۂ طیبہ یہ ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" مگر اسپر نہ خیال کیا کہ آپ کے لکھنے سے کیا ہوتا ہی جب تک اپنے کل فرقہ کی شہادت نہ لائیے۔ کیا آپ نے شاہ ولی اللہ کا قول نہین دیکھا ہی جو انکار معجزۂ شق القمر کو اپنے کل فرقہ کا عقیدہ کہتے ہین حالانکہ بتصریح علماے اہل سنت وہ اُنکا ذاتی قول تھا۔ اسی طرح یہان بھی یہ عقیدہ آپ کا ذاتی ہوگا نہ عقیدۂ فرقہ۔

اسکے بعد آپ کچھ اشعار لکھتے ہین جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپ لڑکون کے میانجی ہین یا کسی مدرسہ کے مدرس۔ مگر نہ معلوم یہ اشعار آپ کے ذاتی ہین یا تقلیدی۔ اگر ذاتی ہین تو خدا آپ کی منقبت مین فرماتا ہو یقولون ما لا یفعلون۔ اور اگر دوسرون کے ہین تو غاؤون مین داخل ہوے کیونکہ خدا کہتا ہی والشعراء یتبعھم الغاؤن۔

یہان آپ کو وہ حدیث بھی ہم یاد دلاتے ہین جو رسول اللہ نے عمرو عاص کے مقابلہ مین فرمایا تھا "خدا وندا ہم شعر کہنا نہین جانتے لیکن بعوض ہر شعر کے اُس کہنے والے پر لعنت کرتے ہین" (دیکھو تطہیر الجنان صفحہ ۱۲ برحاشیہ صواعق محرقہ)

سنیے اور اچھی طرح سنیے:—

ولولا الشعر بالعلماء یزری لکنت الیوم اشعر من لبید

اڈیٹر صاحب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین بیشک مین نے لکھا تھا کہ "یہ امر تصفیہ طلب ہی کہ آپ مستدل ہونگے یا مجیب اسکو طی کر لیجیے تو آگے چلیے" مگر ذرا یہ تو فرمائیے کہ کیا آپ نے اسکو طی کیا کیونکہ آپ نے تو اُسکے جواب مین یہ لکھا تھا کہ "اگر وجہ معقول میرے مدعی ہونے کی لکھین گے تو مین مدعی بن سکتا ہون" جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ آپ مدعی بننے کے لیے وجہ معقول چاہتے ہین۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ ایک امر

اس ہین بھی صرف ہو - کیونکہ جب آپ کے خریدار اخبار آپ کو دق کرتے ہین تو دس گیارہ مہینہ بعد ایک دفعہ چونکتے ہین اور کچھ لکھ جاتے ہین - تو اس طرح انتظار کرنا تضیع اوقات نہین تو کیا ہی -

آپ اپنا وعدہ مورخہ ۷ ربیع الاول پورا کیجیے " آپ کے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ" تو پھر مین بھی حاضر ہون -

مکرم بندہ! ہم لوگ اہل اسلام کا تو یہ قاعدہ رہا ہی کہ اگر کسی ایک مسلمان نے بھی کسی کو امان دیدی تو پھر کوئی مسلمان اسکی عہدشکنی نہین کرسکتا - اس قاعدے پر جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تحریر کو مین تمامی فرقہ کی طرف سے سمجھتا تھا جو اسکا جواب ہوتا وہ سب کا جواب ہوتا - مگر آپ نے تو اُنکے مضمون کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ بخاری صاحب نے بھی کسی حدیث رسول کو اس طرح غارت نہ کیا ہوگا -

آپ چاہتے ہین کہ دشنام دہی سے اس مناظرہ کو اُڑا دین جسکے لیے آپ نے یہ شریفانہ کلمہ لکھا "ہم کو بھی اُسی قدر کہہ لین جتنی اپنی امان اور نانا جان کو کہتے ہین" مگر آپ کو معلوم نہین - ابا جان کی قوت . . . جتنی زیادہ ہوگی اُتنی ہی مائین بھی بڑھینگی اور نانا جان کی تو کوئی حد ہی نہ رہیگی - آپ کو حضرت عائشہ پر اسی وجہ سے ناز ہو نہ - کہ وہ حضرت کو باکرہ ملی تھین! یا اور کچھ بھی شرف ہی؟ ہم بھی اسکی قدر کرتے ہین - مگر ہم تو اُنکو وہی کہتے ہین جو خدا نے فرمایا ہی ان یتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما اگر تم دونون خدا کے آگے توبہ کرو تو بہتر ہی کیونکہ دل تمھارے کج ہو گئے ع

ہی کجی عیب مگر حسن ہے ابرو کے لیے

پھر خدا فرماتا ہی ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین فخانتاھما فلم یغنیا من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار مع الداخلین خدا نے کافرون کے لیے نوح کی بی بی

اور لوط کی بی بی کی مثال دی ہی - جو دونون نیک بندون کے گھر مین تھین - اور ان دونون عورتون نے خیانت کی - تو اُنکے دونون شوہر اُنکے کچھ کام نہ آئے اور اور اُنکو حکم دیا گیا کہ تم دونون بھی داخل جہنم ہو داخل ہونیوالونکے ساتھ -

یہی آیہ مین ان دونون اماجان کے حق مین پڑھتا ہون جو کلام خدا ہی اور نانا جان کو تو نانا ابوسفیان اور نانا ناحرین اخطب کا ساتھی جانتا ہون کیونکہ نانا اپنی بیٹیون سے کب علحیدہ ہو سکتے - مگر یہ عجب طرح کے نانا تھے کہ خود اُنکی صاحبزادیان بھی اُنکی اماجان ہین -

رہا ایسا غوجی سے آپ کا نوع وجنس کا نکالنا - البتہ انعام کے قابل ہی - بشرطیکہ اس سوال کا جواب دیجیے - ابوبکر ثناءاللہ خنزیر ماہم ہ کیونکہ اگر امام ابوحنیفہ نے اس مقام پر تعریف کی تھی تو اسی قدر - ایمان ابی بکر و ابلیس واحد - یہان سوال ثابت ہی - اگر اسکے ساتھ - ابوبکر و ثناءاللہ و ابلیس و خنزیر ماہم - بڑھا دیا جائے - تو ایسا غوجی کو کون پوچھے ہ کبری مین بھی آپ کو اسکا جواب نہ ملے جو منطق کی سب سے بڑی کتاب ہی - یہان تک کہ کبری اُسکا نام ہی رکھا گیا -

مولوی ثناءاللہ صاحب ! اگر آپ نے میری اس تحریر کو بجنسہ درج اخبار کیا - تو بیشک آپ مجھ سے جواب کی امید رکھین گے ورنہ ہم اس پر عامل ہونگے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما -

والسلام علی من اتبع الھدی

فیصلہ مسئلہ کتابت و قرأت

اگرچہ ہمارے قواعد مقررہ سے ہی کہ نزاعات باخود ہا مین (جو فی الواقع کالعدم ہین) کسی طرح مداخلت نہین کرتے - مگر اس مسئلہ نے اسقدر طول پکڑا کہ ڈیڑھ برس اس مین صرف ہو گیا - ناظم الہند نے تو یہانتک زور باندھا کہ اسکے لیے خاص لکھنؤ مین ایک مستقل دفتر قائم کرنا چاہا - مگر خداوند عالم جزائے خیر دے ہمارے ممتاز الافاضل

جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام فضلہ وعلاہ کو کہ اس طرح جواب مہذب شستہ لکھا کہ آخر فریق مخالفت کو بھی دم بخود ہونا پڑا۔ اور جس استقلال سے اخبار اثنا عشری دہلی نے ان مضامین کو شائع کیا ہزار آفرین ہے اسکی ہمت پر۔

یہ مسئلہ نہ اصول دین سے ہے کہ کسی نے اسکو ضروریات دین مین داخل کیا ہو۔ نہ فروع دین۔ بلکہ ایک نیا مسئلہ ایجاد ہو رہا ہے جس سے مومنین مین تفرقہ ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ شخص واحد محض اپنی شہرت کے لیے چاہتا ہے کہ ایک ایسا مسئلہ ایجاد کرے جس سے اسکو شہرت و ناموری حاصل ہو۔

چونکہ ہم مدت سے ہدف سہام افکار و آلام ہو رہے ہین اس لیے کسی طرح اس مین اقدام کرنا پسند نہین کرتے تھے۔ مگر بعض احباب خاص کی کچھ تحریرین ایسی موصول ہوئین کہ انپر لحاظ کرنا ضروری معلوم ہوا لہذا چند سطرین لکھتا ہون۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ مفتی علامہ نے بجواب سوال لکھا تھا "عقیدہ اہل حق یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کو تمام علوم من اللہ حاصل ہوے اور جناب امیرؑ کو تمام علوم من اللہ و من الرسول صلوات اللہ علیہ حاصل ہوے۔ اور ملکۂ قرأت و کتابت جناب رسالتمآبؐ کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا اور جناب امیرؑ کو یہ ملکہ ممکن ہے کہ اکتسابا حاصل ہوا ہو اور ممکن ہے کہ من اللہ عطا ہوا ہو اور اگرچہ اول اظہر ہے لیکن تصریح اس امر کی کہ یہ ملکہ ان جناب نے کس سے تحصیل فرمایا کتب تواریخ و احادیث مین نظر قاصر سے نہین گزری۔ واللہ اعلم۔"

اس جواب پر جو مفتی علامہ نے لکھا تھا مقلدین کو تو کسی طرح اعتراض کا حق ہی نہ تھا کیونکہ انکا منصب تقلید ہے۔ مجتہد کو بھی کوئی حق نہین کیونکہ ہر شخص کی تکلیف علحدہ ہے۔ اور ایک مجتہد کو دوسرے کی متابعت غیر لازم۔ مگر خود ایک شخص نے اس سے مخالفت کی جو مدعی اجتہاد بھی نہین ہے۔ بلکہ مقلدیت کا مدعی ہے۔ مخالفت بھی ایسی کی کہ مفتی علامہ کو دائرۂ تشیع سے خارج کر دیا جسکا منصب بہ مشکل مجتہدین کو مل سکتا ہے۔

اسپر ممتاز الافاضل جناب مولوی سید سبط حسن صاحب دام علاہ نے بہ انتصار مفتی علامہ ایسے قوی دلائل لکھے اور ایسی متین تحریرین اخبار اثنا عشری مین شائع کین کہ مافوق اُس سے شاید متصور نہ ہو۔

چونکہ مسلمانون کا عموماً اور فرقہ حقۂ شیعہ کا خصوصاً۔ مدار کتاب وحدیث پر ہی۔ یا اجماع وعقل پر جسکا درجہ بعد کتاب وسنت ہی لہذا ہم بھی پہلے قرآن مجید سے اسکا فیصلہ کرتے ہین کہ وہ ہم کو کیا بتاتا ہی۔ کیونکہ اصول مقررۂ شیعہ سے ہی کہ اگر حدیث قرآن کے خلاف ہو تو رد کی جائیگی اور کسی طرح مقبول نہ ہوگی چہ جائیکہ فضل خدا سے کوئی حدیث بھی معارض نہین ہی

خداوند عالم سورۂ عنکبوت مین فرماتا ہی وماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ یعنی ای رسول تم نہ تھے تلاوت کرتے قبل سکے اور نہ لکھتے تھے اپنے داہنے ہاتھ سے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور شک کرتے مبطلین۔

اس آیہ کو ہم اگر بلا کسی تفسیر کے بھی دیکھین تو اس مین صریحی نفی کی گئی ہی حضرت کی ذات سے دونون امرون کی۔ یعنی تلاوت وکتابت تم سے دونون منفی تھے۔ پھر اُسکی وجہ بھی بیان کردی گئی ہی۔ کیونکہ اگر تم مین یہ باتین ہوتین تو ضرور مبطلین کو شک کا موقع ملتا۔

یہ بدیہی امر ہی کہ علم وکتابت انسان کے اُن صفات سے ہے جو قریب قریب سب مین پایا جاتا ہی اور جس قدر اُس مین زیادتی ہوتی ہی اُسی قدر وہ کامل وفاضل محسوب ہوتا ہی۔ مگر چونکہ خداوند عالم کی غرض یہ تھی کہ اپنے اس کلام بلاغت نظام کو من کل الوجوہ معجزہ قرار دے اس لیے ابتداء فطرت ہی سے حضرت کو جن پر اس قرآن کا نزول ہوا اُن باتون سے معرا کیا جن سے اسکا شبہہ ہوسکے کہ یہ قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا ہی۔

اسی لیے پہلے تو آپ کو اُس گروہ مین پیدا کیا جو من حیث الفطرۃ صنعت کتابت و

تلاوت سے معرا تھے جسکی نسبت صدہا آیتون مین اشارہ کیا گیا۔

(۱)	ص۵۳	آل عمران	قل للناس اوتوا الکتاب والامیین ء اسلمتم اکیہ تو اہل کتاب سے اور ان پڑھ لوگون سے کیا اسلام لائے ہو۔
(۲)	ص۹۳	"	ذلک بانہم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہین کہ نہین ہی راہ ان پڑھ لوگون مین
(۳)		جمعہ	ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہی تو ہے جسنے بھیجا امیون مین (بے پڑھے لکھے ہوے لوگون مین) رسول اُنھین مین سے کہ پڑھتا ہو انپر آیتین اُسکی اور پاک کرتا ہو اُنکو اور تعلیم کرتا ہو اُنکو کتاب وحکمت اگرچہ تھے پہلے اسکے وہ ضلال مبین مین۔

ان آیات مین خدانے قوم عرب کو بخطاب امیین مخاطب کیا ہی کہ بے پڑھے لکھے ہین جس سے ایک تو قوم کی قوم کے بے پڑھے لکھے ہونے کا اظہار ہی۔ دوسرے اہل کتاب کا مقابلہ ہی۔

خداوند عالم سورۂ الم مین فرماتا ہی (منھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون یعنی بعض اُن مین امی ہین (بے پڑھے لکھے) جو نہین جانتے کتاب کو مگر خواہشونکو یہ سب نہین ہین مگر گمان کرنے والے۔

تو اب ایسی قوم سے کسی نبی کا مبعوث ہونا اور ایسی کتاب لانا جس سے تمام فصحا وبلغا عاجز ہون بجاے خود دلیل ہی اُسکے معجزہ ہونے کی۔ کیونکہ جو قوم جاہل ہوتی ہی بے پڑھی لکھی اُس مین اگر کوئی حکیم وعالم پیدا ہو تو ہر شخص مجبور ہو گا کہ وہ تسلیم کرے کہ اُسکی تعلیم منجانب اللہ ہوئی۔ ورنہ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا اور ایسی قوم مین

اُسنے نشو و نما پایا ہو تا جہان علم کا چرچا ہو۔ تو محض اتنی ہی بات سے نہ کوئی اُسکو نبی تسلیم کر سکتا ہو نہ اسکا گمان جا سکتا ہو کہ یہ کوئی بات مافوق قوت بشری لایا ہی۔

اسلئے بجز قرآن کوئی کتاب خواہ توراۃ ہو یا انجیل یا زبور معجزہ نہین قرار دی گئی بلکہ وہ سب کتابین اپنی اصلی حالت مین فرمان الٰہی ہین۔ بخلاف قرآن کے کہ وہ خود معجزہ ہی۔

پس خدا نے پہلے تو اُس قوم کو امی بنایا جس سے ایسی کتاب کا ظہور اور نزول منظور تھا کہ کسی کو اسکا شبہہ نہ ہو کہ اس مین انسانی تصرف ہوا۔ پھر اُس شخص خاص (روحی فداہ) کو امی محض بنایا جسکے ذریعہ سے اس کتاب کا نزول منظور تھا چنانچہ فرمایا هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یعنی وہی خدا ہی جسنے امیین مین سے ایک رسول بنایا جو اُنھین امیین سے ہی تھا۔ ... مقصد خدا کا یہی ہے کہ نہ صرف اُس قوم کی امیت ثابت کرے بلکہ اُس شخص کی بھی امیت ثابت کرے جو اُن مین رسول بنایا گیا۔

پھر سورۂ اعراف مین فرماتا ہی الذین یتبعون النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یعنی وہ لوگ جو اتباع کرتے ہین اُس نبی امی کی جسکو لکھا ہوا پاتے ہین اُنکے نزدیک توراۃ و انجیل مین۔

پھر دو آیتون کے بعد فرماتا ہی فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون یعنی سب ایمان لاؤ ساتھ خدا اور رسول اُسکے کے جو نبی امی ہی۔ جو ایمان لاتا ہی ساتھ خدا اور کلمات اُسکے کے۔ اور متابعت کرو اُسکی شاید کہ تم لوگ ہدایت پاؤ۔

یہ تین آیتین ہین جن مین بصراحت تمام خداوند عالم نے حضرت کے امی ہونے کو ظاہر کیا ہی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ مقصود خدا یہ ہی کہ بتائے یہ قرآن ایسی کتاب ہی جس مین کسی طرح انسانی تصرف کو دخل نہین کہ اولا خدا نے اُس قوم مین نازل کیا جو امی

تھی۔ ثانیاً اُس شخص پر نازل کیا جو امی تھا جسکے بعد پھر کسی طرح اسکا گمان بھی نہین ہو سکتا کہ اس مین انسانی تصرف نے کچھ کام کیا ہو۔

ان آیات کو جب آیۂ سورۂ عنکبوت سے ملائین تو مطلب مین کسی طرح کا شبہہ نہین رہ سکتا کہ خداوند عالم نے اس غرض خاص سے صفت تلاوت وکتابت کو آپ سے قبل نبوت سلب کیا تھا کہ مبطلین کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو۔

مگر یہان ایک حدیث ائمہ اطہار علیہم السلام سے بیان کیجاتی ہی جس سے یہ مطلب نکالا جاتا ہی کہ حضرت قبل نبوت بھی لکھ پڑھ سکتے تھے وہ حدیث یہ ہی تفسیر صافی مین ہو وفی العلل عن الجواد ع انہ سئل عن ذالک فقال ما تقول الناس قیل یزعمون انہ انما سمی الامی لانہ لم یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیہم لعنۃ اللہ انی ذلک واللہ یقول ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ فکیف کان یعلمہم ما لا یحسن واللہ لقد کان رسول اللہ یقرء ویکتب باثنین وسبعین او ثلث وسبعین لسانا وانما سمی الامی لانہ کان من اھل مکۃ ومکۃ من امہات القری وذلک قول اللہ عز وجل لتنذر ام القری ومن حولہا یعنی جناب امام محمد تقی ع سے اس بارے مین سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگ (مخالفین) کیا کہتے ہین۔ کہا کہ وہ گمان کرتے ہین کہ حضرت لکھ نہین سکتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جھوٹھ کہا انھون نے خدا کی لعنت ہو اُن پر۔ کہان ہو سکتا ہی یہ۔ حالانکہ خدا فرماتا ہی۔ خدا نے امیین مین ایک رسول بھیجا اُن مین سے جو تلاوت کرتا ہی اُنپر اور پاک کرتا ہی۔ اور تعلیم کرتا ہی کتاب وحکمت کو۔ پس کیونکر حضرت تعلیم کرتے تھے جسکو خود نہ جانتے تھے۔ قسم خدا کی رسول اللہ پڑھتے تھے اور لکھتے تھے بہتر یا تہتر زبان مین۔ اور حضرت امی اسوجہ سے کہے گئے کہ آپ اہل مکہ سے تھے اور مکہ کا نام ام القری ہی جیسا کہ خدا فرماتا ہی لتنذر ام القری ومن حولہا ”تاکہ ڈراسکے تو ام القری کو اور گرد اُسکے لوگون کو“

مگر سخت حیرت ہی کہ اس حدیث سے وہ آیتین کیونکر باطل کی جا سکتی ہین جن مین
حضرت کی تلاوت وکتابت کی نفی ہو۔ کیونکہ امام علیہ السلام اثبات تلاوت وکتابت
فرماتے ہین بعد نبوت اور قرآن ان دونون صفتون کی نفی کرتا ہی قبل نبوت پھر
دونون مین تعارض وتناقض کہان ہوا۔

دیکھیے حضرت نے تلاوت کی صفت خود قرآن سے ثابت فرمائی ہو یتلو علیہم
ایاتہ جو زمانہ حال واستقبال سے متعلق ہو کہ اب وہ حضرت تلاوت کرتے ہین
اور قرآن مین اُسکی نفی ہو ماضی مین ما کنت تتلو من قبلہ پس اگر قرآن وحدیث
مین تعارض کے قائل ہون تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ خود قرآن مین تعارض ہی
کیونکہ حدیث مین تو قرآن ہی کا حوالہ دیا گیا ہو۔ اور قرآن مین تعارض کا قائل ہونا
مستلزم انکار قرآن ہی کیونکہ خدا فرماتا ہی لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا
فیہ اختلافا کثیرا۔

پھر اسکو بھی دیکھیے کہ حضرت استدلال فرماتے ہین آپ کی تعلیم سے فکیف کان
یعلمہم ما لا یحسن اور بدیہی ہی کہ یہ صفت خاص حضرت مین بعد نبوت آئی ہی نہ
قبل نبوت ۔ اب چونکہ اس سے یہ شبہہ ہوتا تھا کہ خدا نے تو حضرت کو امی فرمایا ہی اور
قرآن وحدیث سے اب آپکا غیر امی ہونا ثابت ہوتا ہی۔ پھر لفظ امی کا اطلاق بعد
اسکے کیونکر ہوگا۔ اُسکو حضرت نے یون دفع فرمایا کہ یہ نسبت ام القری کی طرف ہی
وذلک لا کلام فیہ ۔

سب سے بڑا قرینہ اسکا یہ ہی کہ حضرت نے خود سائل سے پوچھا ما تقول الناس
کہ لوگ کیا کہتے ہین اُسنے جواب دیا یزعمون انما سمی الامی لانہ لم یحسن
ان یکتب کہ وہ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ حضرت کو صرف اس وجہ سے امی کہتے ہین
کہ آپ لکھنا نہین جانتے تھے ۔ اسپر حضرت نے اُنکی تکذیب فرمائی ہو کہ یہ خیال محض
غلط ہی کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہ کر سکتے تھے اسپر آیۂ یتلو علیہم ایاتہ
کی بھی تلاوت کی اور اسکو بھی ثابت کیا کہ حضرت تہتر زبانون مین لکھتے تھے۔

اب اسکو دیکھیے کہ اُن لوگون کا کیا عقیدہ تھا مجمع بحار الانوار مین ہے دفیہ انا امة
امیة لا نکتب ولا نحسب یعنی علی اصل ولادة امهم لم یتعلموا
الکتابة والحساب فهم علی جبلتهم الاولی ومنه بعثت فی الامیین
رسولا قیل نسبته الی ام القری فان قلت العرب فیهم الکاتب
واکثرهم کانوا یعرفون الحساب قلت ان اکثرهم امیون والحساب
حساب النجوم ولا یعرفونه ص ۷۹ یعنی حضرت نے فرمایا کہ ہم امیہ امی ہین
نہ لکھنا جانتے ہین نہ حساب کرنا یعنی جسطرح پیدا ہوئے ہین اُسی طرح ہین کہ نہین سیکھا
کتابت وحساب کو اور کہا گیا کہ نسبت ہے ام القری کی طرف اگر کہو کہ عرب تو بعض
بعض لکھنے والے بھی ہین اور حساب بھی جانتے تھے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اکثر
اُن مین امی ہین اور حساب سے مراد حساب نجوم ہے جسکو وہ نہین جانتے ۔
یہ عبارت صاف صاف کہہ رہی ہے کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت وقراءت
نہین کرتے تھے۔

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہے د صفة الثالثة کونه امیا قال الزجاج
معنی الامی الذی هو علی صفة ام العرب قال انا امیة لا نکتب و
لا نحسب فالعرب اکثرهم ما کانوا یکتبون ولا یقرؤن والنبی کان
کذلک فلهذا السبب وصفه بکونه امیا قال اهل التحقیق وکونه امیا
بهذا التفسیر کان من جملة معجزاته ص ۴۲ جلد ۴
مطلب اسکا بھی وہی ہے کہ حضرت لکھنے پڑھنے نہ جانتے تھے یعنی بعد نبوت بھی حضرت
مین یہی حالت رہی۔

تفسیر درمنثور مین ہے اخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن ابراهیم
النخعی فی قوله النبی الامی قال کان لا یکتب ولا یقرء - واخرج عبد بن
حمید وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن قتادة فی قوله الرسول النبی
الامی قال هو نبیکم کان امیا لا یکتب واخرج ابن مردویه عن

عبد اللہ بن عمر ابن العاص قال خرج علینا رسول اللہ یوما کالمودع
فقال انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی انا محمد النبی
الامی ولا نبی بعدی اوتیت فواتح الکلم وخواتمہ وجوامعہ وعلمہ
خزنۃ النار وحملۃ العرش فاسمعوا واطیعوا ما دمت فیکم فاذا
ذہب بی فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ وحرموا حرامہ واخرج
ابن ابی شیبۃ والبخاری ومسلم وابوداود والنسائی وابن مردویہ
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب
وانا الشہر کذا وکذا وضرب بیدہ ست مرات وقبض واحدۃ
واخرج ابو الشیخ من طریق مجالد قال حدثنی عمر بن عبد اللہ بن
عتبۃ عن ابیہ قال ما مات النبی صلعم حتی قرأ وکتب فذکرت ھذا
الحدیث للشعبی فقال صدق سمعت اصحابنا یقولون ذالک ص ۱۳۱
جلد ۳۔

مطلب ان روایات کا بھی وہی ہی۔ آخری روایت یہ ہی کہ بطریق مجالد روایت ہی
کہ رسول اللہ نے نہین وفات پائی جب تک پڑھ نہ لیا اور لکھ نہ لیا۔ راوی کہتا
ہی کہ مین نے اس حدیث کو شعبی سے بیان کیا تو کہا سچ کہا کیونکہ ہم نے بھی اپنے
اصحاب سے اسکو سنا ہی۔

اس روایت سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اہل سنت کے خیالات حضرت کی قرارت وکتابت
کی نسبت کیا تھے کہ وہ بعد حصول نبوت بھی اسکے قائل نہ تھے کہ حضرت لکھ پڑھ سکتے
ہون۔ یہان تک کہ جب عبد اللہ بن عتبہ نے یہ بیان کیا کہ حضرت نے قبل رحلت
لکھ بھی لیا تھا پڑھ بھی لیا تھا تو راوی کو اس روایت مین شک ہوا جسکے لیے وہ
شعبی کے پاس گیا جب اُسنے بھی اسکی تصدیق کی کہ ہان ہم نے بھی سنا ہی تب جاکر
اسکی تسکین ہوئی۔

پس اب اچھی طرح معلوم ہوا حضرت نے اسی کے رو سے یہ فرمایا کہ یہ گمان اُنکا غلط ہی

کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ قرآن مین موجود ہے
حضرت تلاوت کرتے تھے انپر آیات کی حالانکہ آیۂ سورۂ عنکبوت مین ماکنت تتلو ہے
صحیح بخاری کی کتاب المغازی باب عمرۃ القضا مین ہی کہ بروز صلح حدیبیہ جب
صلحنامہ لکھا گیا لکھنے والے جناب امیرؑ تھے تو حضرت نے لکھا ھذا ما قاضا علیہ
محمد رسول اللہ اسپر سہیل نے جو مشرکین کا وکیل تھا عذر کیا کہ اگر ہم آپ کو
رسول خدا جانتے تو جنگ کیون کرتے قال لعلی امح رسول اللہ قال علی واللہ لا
امحوک ابدا فاخذ رسول اللہ الکتاب ولیس یحسن یکتب فکتب ھذا
ما قاضی محمد بن عبداللہ اسپر حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ
کو محو کردو حضرت علیؑ نے عرض کیا قسم خدا کی مین تو اسکو نہ مٹاؤنگا۔ پس حضرت
نے وہ کاغذ لے لیا اور خود لکھ دیا حالانکہ آپ اچھی طرح لکھنا نہین جانتے تھے۔
اس فقرہ پر کہ اس مین نسبت کتابت حضرت کی طرف کی گئی ہی یعنی آپ نے اپنے
ہاتھ سے لکھا" اسقدر اہل سنت مین مخالفت پیدا ہوئی کہ فتح الباری مین ہی انکو
بعض المتاخرین علی ابی مسعود نسبتھا الی تخریج البخاری وقال لیس
فی البخاری ھذہ اللفظۃ دار فی مسلم ص۳۲ جزو ۱۷۔ یعنی بعض متاخرین
نے سخت انکار کیا ابی مسعود پر کہ اسنے نسبت دی اسکی بخاری کی طرف حالانکہ بخاری
و مسلم مین نہین ہی۔
اس عبارت سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ علماے اہل سنت کو اس بارہ مین کس قدر
غلو تھا کہ باوصفیکہ بخاری و مسلم دونون مین یہ عبارت موجود ہی مگر انکار کردیا کیونکہ
انکے یہان مسلم طور پر ثابت تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی کتابت نہین کرسکتے تھے۔
اس سے بھی بڑھکر سنیئے کہ فتح الباری مین ہی وقد تمسک بظاھر ھذہ
الروایۃ ابوالولید الباجی فادعی ان النبی ص کتب بیدہ بعد ان لم یکن
یحسن یکتب فشنع علیہ علماء الاندلس فی زمانہ و رموہ بالزندقہ
وان الذی قالہ یخالف القران حتی قال قائلھم ؎

برئت ممن شری دنیا باخرة وقال ان رسول الله قد کتبا
فجمعھم الامیر فاستظھر الباجی علیھم بما لدیہ من المعرفۃ وقال للامیر
ھذا لا ینافی القران بل یوخذ من مفھوم القران لانہ قید النفی بما قبل
ورود القران فقال وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک
وبعد ان تحققت وتقررت بذلک معجزتہ وان الارتیاب فی ذلک لا
مانع من ان یعرف الکتابۃ بعد ذلک من غیر تعلیم فتکون معجزۃ
اخری وذکر ابن دحیہ ان جماعۃ من العلماء وافقوا الباجی فی ذلک
منھم شیخہ ابوذر الھروی وابو فتح النیسابوری واخرون من علماء
افریقیہ وغیرھا واحتج بعضھم لذلک بما اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعمرو
بن شیبۃ من طریق مجاھد عن عون بن عبد اللہ قال ما مات رسول
اللہ حتی کتب وقرء الخ ص ۲۲ خلاصہ یہ کہ ایک عالم ابوسید باجی نے اس روایت
کے ظاہر الفاظ سے اسکا ادعا کیا کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا
اسپر علماے اندلس اس درجہ برہم ہوے کہ اسکو زندیق کا خطاب دیا کہ خلاف قرآن
یہ دعوی کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے یہ شعر بھی کہا کہ ہم بری ہین اس سے جسنے اپنی
آخرت کو دنیا سے بیچ ڈالا اور اسکا قائل ہوا کہ رسول اللہ نے لکھا تھا۔ اس واقعہ
نے اتنا طول کھینچا کہ وہان کے حاکم نے علما کو جمع کیا اور باجی نے بیان کیا کہ ہمارا دعوی
منافی قرآن نہین ہے۔ بلکہ اُسکے مفہوم سے ماخوذ ہے کیونکہ قرآن مین جو کتابت کی نفی
ہے تو قبل نبوت نہ بعد نبوت۔ کیونکہ جب حضرت کی امیت ثابت ہو چکی اور شک
وشبہہ کا احتمال زائل ہو گیا تو پھر کتابت سے کوئی مانع نہین ہے کہ حضرت نے اسکو
حاصل کیا ہو بغیر تعلیم۔ شیخ ابوذر ہروی نے بھی اُسکی تائید کی اور اس روایت
سے استدلال کیا جو ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے نہ رحلت کی مگر بعد
اسکے کہ لکھا اور پڑھا۔
اس روایت کو ہم درمنثور سیوطی سے پہلے لکھ چکے ہین لہذا اسکو دوبارہ نہین لکھتے

ابن حجر نے اور بھی کچھ شواہد اسکے دیے ہیں جن سے حضرت کی کتابت بعد نبوت ثابت
ہوتی ہو اُسکے بعد کہتے ہیں واجاب الجمہور بضعف هذه الاحادیث وعن
قصة الحدیبیة بان القصة واحدة والکاتب فیها علی وقد صرح فی
حدیث المشهور بان علیا هو الذی کتب فیحمل علی ان النکتة فی قوله
فاخذ الکتاب ولیس یحسن یکتب لبیان ان قوله ارنی ایاها انما احتیج
الی ان یریه موضع الکلمة التی امتنع علی من محوها الا لکونه کان
لا یحسن الکتابة وعلی ان قوله بعد ذلك فکتب فیه حذف تقدیره
فمحاها فاعادها لعلی فکتب وبهذا جزم ابن التین واطلق کتب بمعنی
امر بالکتابة وهو کثیر کقوله کتب الی قیصر وکتب الی کسری وعلی
تقدیر حمله علی ظاهره فلا یلزم من کتابة اسمه الشریف فی ذلك
الیوم وهو لا یحسن الکتابة ان یصیر عالما بالکتابة ویخرج عن کونه
امیا فان کثیرا ممن لا یحسن الکتابة یعرف تصور بعض الکلمات و
یحسن وضعها بیده وخصوصا الاسماء ولا یخرج عن کونه امیا ککثیر
من الملوك ویحتمل ان یکون جرت یده بالکتابة حینئذ وهو
لا یحسنها بذلك فخرج المکتوب علی وفق المراد فیکون معجزة اخری
فی ذلك الوقت خاصة ولا یخرج بذلك عن کونه امیا وبهذا اجاب
ابو جعفر السمنانی احد ائمة الاصول من الاشاعرة وتبعه ابن
الجوزی وتعقب ذلك السهیلی وغیره بان هذا وان کان ممکنا و
یکون آیة اخری لکنه یناقض کونه امیا لا یکتب وهی الآیة التی قامت
بها الحجة وافحم الجاحد وانحسمت الشبهة فلو جاز ان یصیر یکتب
بعد ذلك لعادت الشبهة وقال المعاند کان یحسن یکتب لکنه کان یکتم
ذلك قال السهیلی والمعجزات یستحیل ان یدفع بعضها بعضا والحق
ان معنی قوله فکتب ای امر علیا ان یکتب انتهی وفی دعوی ان کتابة

اسمہ الشریف فقط علی ھذہ الصورۃ یستلزم منا قضۃ المعجز و یثبت کونہ غیر امی نظر کبیر واللہ اعلم ص۲۳ جزو۱۷۔ جمہور علما نے اسکا یہ جواب دیا ہو کہ یہ حدیثین ضعیف ہین۔ اور قصۂ حدیبیہ کا یہ جواب ہو کہ اصل مین ایک ہی قصہ ہو (اگرچہ بخاری نے کسی طرح لکھا ہو) اور کاتب اس مین حضرت علیؑ تھے جیساکہ حدیث مشہور (مندرج صحیح بخاری) مین اسکی تصریح ہو۔ تو حدیث مین جو یہ جملہ ہو کہ حضرت نے اُس کتاب کو لیا حالانکہ لکھنا نہ جانتے تھے۔ تو مراد یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا وہ جگہ ہم کو دکھاؤ جسکے محو کرنے سے حضرت علیؑ نے انکار کیا تھا۔ یہ کلمہ حضرت نے اسوجہ سے کہا کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے۔ اسکے بعد جو یہ جملہ ہو "فکتب" (حضرت نے خود لکھدیا) تو مراد یہ ہو کہ حضرت نے اُس کلمہ کو محو کیا اور دیا حضرت علیؑ کو کہ لکھین ابن التین نے اس احتمال کا جزم کیا ہو۔ دوسرا احتمال یہ ہو کہ "کتب" سے مراد امر بالکتابۃ ہو کہ لکھنے کا حکم دیا جیساکہ کتب الی قیصر و کتب الی کسریٰ مین یہی مراد ہو۔ اور اگر ظاہر لفظ حدیث سے مان بھی لیا جائے کہ حضرت نے خود اپنا نام لکھا۔ تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ آپ فن کتابت کے عالم بھی ہون جس سے امی ہونے سے نکل جائین کیونکہ بہت سے لوگ امی ہوتے ہین جو نہین لکھ سکتے لیکن اپنا نام لکھ لیتے ہین جیساکہ اکثر بادشاہون مین ہوتے ہین۔ پھر یہ بھی احتمال ہو سکتا ہو کہ حضرت اصل مین لکھنا نہ جانتے تھے لیکن ہاتھ آپ کا چل گیا اور حسب خواہ لکھا گیا جو ایک دوسرا معجزہ ہوا اُس وقت خاص مین اس سے بھی آپ امی ہونے سے نہین نکلے۔ ابو جعفر سمانی نے جو ائمۂ اصول اشاعرہ سے تھے یہی جواب دیا ہو اور ابن جوزی نے بھی اُسکی متابعت کی ہو۔

مگر اسپر سہیلی کا یہ اعتراض ہو کہ اگرچہ ممکن ہو اور ایک دوسرا معجزہ ہوگا مگر امی ہونے کی نقیض ہو۔ حالانکہ یہ ایک ایسا معجزہ تھا جس سے حجت تمام ہوئی اور جاحد مجبور ہوگئے۔ شبہہ دفع ہوگیا۔ پس اگر حضرت ہ لکھنا اسقدر بھی مانا جائے تو اُسپر ایک معاند کہہ سکتا ہو کہ حضرت لکھنا جانتے تھے مگر چھپائے تھے۔ سہیلی کہتے ہین یہ محال ہی

کہ ایک معجزہ دوسرے معجزہ کو دفع کر سکے۔ پس حق یہ ہے کہ "کتب" سے مراد یہ ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو حکم بہ کتابت دیا تھا۔

ابن حجر کہتے ہین کہ اس دعوے مین اسقدر لکھنے سے امیت باطل ہو نظر کیرہی۔

ہمارا مقصود ان عبارات سے صرف اسقدر ہے کہ چونکہ اہل سنت مین عام طور سے یہ امر مسلم تھا کہ حضرت بعد نبوت بھی نہ لکھ سکتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اسلیے جناب امام محمد تقی عم نے اُنکے قول کو باطل کرکے حضرت کی قراءت وکتابت بعد النبوۃ کو ثابت کیا کہ یہ خیال اُنکا غلط ہے حضرت بہتر بلکہ تہتر زبانون مین لکھتے تھے۔

تو اب نہ حدیث مذکور معارض قرآن ہے نہ قرآن معارض حدیث کیونکہ قرآن مین نفی کتابت و قراءت قبل نبوت ہے اور حدیث مین اثبات قراءت وکتابت بعد نبوت۔ اسی طرح اطلاق امیت حضرت پر دونون معنی سے ہے کیونکہ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم مین امی بمعنی ناخواندہ ہے جس مین حضرت بھی داخل ہین کیونکہ جسوقت حضرت مبعوث ہوے تھے اُسوقت آپ اس معنی سے امی تھے کہ نہ لکھ سکتے تھے نہ کسی کتاب سے پڑھ سکتے۔ اور بعد اسکے جو حضرت پر امی کا اطلاق ہوا ہے باعتبار نسبت ام القری فصدق اللہ ورسولہ والامام علیہم السلام۔

اگرچہ یہان موقع تھا کہ ہم بخاری اور اہل سنت کی اس بے انصافی کی بھی شکایت کرین کہ وہ اسکے بھی روادار نہین ہوتے کہ جناب امیرؑ کے لیے اس امر کو بھی مسلم رہنے دین کہ حضرت ہی اس صلحنامہ کے لکھنے والے تھے۔ چنانچہ بخاری نے اس روایت مین تو حضرتؑ کا نام لیا اور دوسری روایتون مین بالکل اُڑا دیا اور اُسکی جگہ پر لفظ کاتب رکھا جس سے اہل سنت مین یہ اختلاف پیدا ہوا کہ کاتب کون تھا چنانچہ ابن حجر لکھتے ہین کہ "عمر بن شیبہ کہتے ہین کہ کاتب اسکے محمد بن مسلمہ تھے" اور ایک صاحب نے یہ لکھا کہ "کاتب کا نام ہشام بن عکرمہ تھا" جسپر ابن حجر لکھتے ہین "ھو غلط فاحش" ص۹ جزو ۱۱۔

حالانکہ یہ وہ واقعہ ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت کو خبر دی تھی کہ یہی واقعہ تم کو بھی پیش آئیگا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے وحضر عمرو بن العاص عند علی لیکتب القضیۃ بحضور

فلتکبوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین فقال عمرو ھو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امیر المومنین فانی اخاف ان محوتہا ان لا ترجع الیک ابدا لا تمحہا وان قتل الناس بعضہم بعضا فابی ذلک علی ملیا من النہار ثم ان الاشعث بن قیس قال امح ھذا الاسم فمحاہ فقال علی اللہ اکبر سنۃ بسنۃ واللہ انی لکاتب رسول اللہ یوم حدیبیۃ فکتب محمد رسول اللہ قالوا لست برسول اللہ ولکن اکتب اسمک واسم ابیک فامرنی رسول اللہ بمحوہ فقلت لا استطیع فقال ارنیہ فاریتہ فمحاہ بیدہ وقال انک ستدعی الی مثلہا فتجیب فقال عمرو سبحان اللہ اتشبہ بالکفار ونحن مومنون فقال علی یا ابن النابغۃ ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمومنین عدوا فقال عمرو واللہ لا یجمع بینی وبینک مجلس بعد ھذا الیوم ابدا فقال علی انی لارجوا ان یطہر اللہ مجلسی منک ومن اشباھک صفحہ ۲۳۲ جلد ۳ یعنی جب عمرو عاص صلحنامہ لکھوانے کے لیے آیا تو ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین لکھا گیا تو عمرو عاص نے کہا یہ تمھارے امیر ہین نہ ہمارے حضرت نے بعد اصرار حکم دیا کہ لفظ امیر المومنین کو محو کردو اور کہا اللہ اکبر سنت مطابق سنت ہی۔ ہم صلحنامہ حدیبیہ کا لکھ رہے تھے محمد رسول اللہ پر جب کفار نے اعتراض کیا تو حضرت نے کہا محو کردو۔ ہم نے کہا ہم مین اسکی قدرت نہین ہی حضرت نے فرمایا ہمین دکھاؤ جب دکھایا تو آپ نے محو کیا اور فرمایا کہ یہی معاملہ تم کو بھی پیش آئیگا اور قبول کرنا پڑیگا۔ عمر نے کہا سبحان اللہ کیا ہم لوگ مومن ہوکر مشابہ کفار قرار دیے جاتے ہین۔ حضرت نے فرمایا ای ابن النابغہ تو کس زمانہ مین مومنون کا دشمن اور فاسقون کا دوست نہین رہا عمر نے کہا اب ہم اور آپ کبھی ایک جگہ جمع نہ ہونگے۔ حضرت نے فرمایا ہم امید کرتے ہین کہ خدا ہماری مجلس کو طاہر کرے تم ایسے لوگون سے۔

دیکھیے اس مین کیسی کرامت جناب امیر ہی۔ مگر یارون نے اسکو چھپانے کے لیے یہ ترکیب کی کہ بخاری نے حضرت کا نام اکثر روایات سے نکالا اور دوسرے لوگون نے اختلاف کیا جس سے

اصل امر مخفی ہو جائے۔
بہرحال ہماری بحث اصل مسئلۂ قراءت وکتابت سے ہی جسکی نسبت ہر بافہم سمجھ سکتا ہی کہ اصل اور حق یہی ہی جیسا کہ قرآن مین ہی کہ حضرت قبل نبوت کتابت وقراءت دونون سے عاری تھے۔ اور بعد نبوت دونون سے متصف ہوئے۔
اسی مضمون کو مفتی علامہ نے بھی بیان کیا ہی تو اب اسپر اعتراض کرنا محض نادانی ہی۔ کیونکہ جس حدیث سے اسکا شبہہ ہوتا تھا کہ آپ مین کتابت وتلاوت دونون پائی جاتی تھی اُسکی توضیح ہو چکی کہ یہ صفت بعد نبوت کی ہی۔ اسی وجہ سے یہ حدیث جناب امام محمد تقی کی تفسیر یتبعون الرسول النبی الامی کے متعلق ہی جو سورۂ اعراف مین ہی جو نزولا متاخر ہی سورۂ عنکبوت سے جس مین اسکی تصریح ہی کہ قبل نبوت آپ مین یہ صفت نہ تھی ورنہ اُس سے شک کا موقع ملتا۔
اسوقت عام نظر اسپر ہی کہ اس سے رسول اللہ کی معاذ اللہ تنقیص ہوتی ہی حالانکہ یہ خیال محض غلط ہی۔ کیونکہ خود خداوند عالم سے بڑھکر کون مداح رسول ہو سکتا ہی جسنے سارے قرآن کو آپ کی ثنا وصفت سے بھر دیا۔ پھر جب وہ اس تصریح سے قبل نبوت نفی قراءت وکتابت فرمائے تو اب کس کی مجال ہی جو اسکی مخالفت کرسکے اور کہے کہ آپ قبل نبوت بھی کتابت وقراءت فرماتے تھے جس سے صریحی کفر لازم آئے کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہی۔
بیشک جو سورۂ اعراف مین آپ کی صفت نبی امی قرار دی گئی ہی اُس سے مراد نسبت بام القری ہی جیسا کہ حدیث امام محمد تقی سے بھی واضح ہی ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منہم مین کہ یہان خدا نے امی بمعنی ناخواندہ یا ناصاحب کتاب مراد لیا ہی۔
اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین نے بھی لکھا ہی اور علامۂ مجلسی وجناب میرن صاحب مرحوم وغیرہم نے بھی اُس سے استناد کیا ہی جس سے کسی کو انکار نہین۔
حضرت نے کبھی یہ نہین فرمایا ہی کہ جو شخص حضرت کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اُسپر لعنت خدا ہی بلکہ آپ نے اُن لوگون پر لعنت کی ہی جو صرف اسی وجہ سے امی کہتے ہین چنانچہ

فقرۂ حدیث یہ ہو قیل یزعمون انه انما سمی الامی لانه لم یحسن ان یکتب فقال کذبوا علیهم لعنة الله یعنی اُنکا گمان یہ تھا کہ صرف اس وجہ سے آپ امی کہے گئے کہ لکھنا نہین جانتے تھے حضرت نے فرمایا وہ جھوٹے ہین اُنپر لعنت خدا ہی حضرت نے یہ لعنت اُنکے کذب پر کی ہو۔ کہ وہ لوگ محض اسی وجہ سے آپ کو امی کہتے تھے حالانکہ ایسا نہین ہو بلکہ یہان اسوجہ سے امی کہے گئے ہین کہ نسبت ام القری کی طرف ہو۔

تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو آپ کو امی بمعنی ناخواندہ کہے اُسپر لعنت ہو کسی طرح صحیح نہین۔ دونون کے مفہوم و مطلب مین آسمان و زمین کا فرق ہو۔

بیشک آیۂ ما کنت تتلو علیهم من قبله مین نفی قدرت نہین ہو کہ تم مین اسکی قدرت نہین تھی بلکہ فعلیت ہو کہ تم نہ لکھتے تھے نہ پڑھتے تھے۔ یہی تو علامۂ مفتی نے بھی فرمایا ہو " اور ملکۂ قرات وکتابت جناب رسالت مآبؐ کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا۔ جسمین صرف گفتگو بعد نبوت سے ہو قبل نبوت کے متعلق کوئی تصریح نہین اگرچہ التزاماً اُس سے ثابت ہوتا ہو۔ مگر نفی قدرت تو کسی طرح نہین نکلتی نہ اُس سے کسی طرح یہان بحث ہو۔

حدیقۂ سلطانیہ کی یہ عبارت " اوصاف کمالیۂ آنحضرت از ابتدای خلقت نور آنحضرت معجلاست کہ تاخیر دران راہ نیافتہ و متاخر نیست مگر کون وجود جسم آنحضرت " یقیناً مسلم ہو لاریب فیه کسی کو اس مین عذر نہین۔ اسی طرح حضرت کا اس ارشاد کنت نبیا و ادم بین الماء والطین مین بھی کسی کو عذر نہین۔ مگر جس طرح حضرت کے ارشاد سے ان امور پر اعتقاد ہو اُسی طرح اسپر بھی اعتقاد کرنا چاہیے کہ بنص قرآن کتابت و قراءت کی حضرت سے نفی کی گئی ہو۔

جاہل ہونا بیشک عیب ہو مگر اس سے بڑھکر عیب بے باپ کا ہونا ہو جو عادۃً محال ہو اور جب کسی کو بے باپ کا کہتے ہین تو اُس سے بظاہر یہی سمجھا جاتا ہو کہ باپ اسکا بطریق جائز نہین کیونکہ بے باپ کے تو کوئی پیدا ہی نہین ہو سکتا۔ مگر اس عیب کو خدا نے اپنے مسیح کے لیے ہنر بتادیا۔ حالانکہ کل انبیاء باستثنا حضرت آدم ماں باپ سے پیدا ہوے

مگر خدا نے حضرت عیسیٰ کے لیے یہی مصلحت سمجھی کہ بے باپ کے محض قدرت خدا سے پیدا ہون۔ کیونکہ اُس زمانہ مین طبی حکمت کا عروج تھا۔ خدا کو اس طریق سے اپنی قدرت کا اظہار منظور ہوا کہ جو باتین از روے حکمت محال تھین اُنکو ظاہر کرے۔ بے باپ کے حضرت عیسی کو پیدا کیا جو بقاعدۂ حکمت محال ہی۔ حضرت عیسی کو طفلی مین گویا کیا جو بروے حکمت محال ہو۔ ابرص و اکمہ کو صحیح کرایا۔ مردہ کو زندہ کرایا تا کہ کسی طرح نبوت و اعجاز مین شک نہ رہے کہ ابتدا ہی سے وہ آثار نمایان ہوے۔

اسی طرح چونکہ حضرت کے زمانہ مین فصاحت و بلاغت کا چرچہ ملک عرب مین بڑھا ہوا تھا۔ کیسے کیسے کملا فصحا بلغا ہوتے تھے۔ خدا کو اُسی طریقہ سے اپنی قدرت اعجاز کا اظہار منظور تھا اس لیے اُس قوم کو امی رکھا اور اُسی قوم امی سے نبی امی کو پیدا کیا جس پر وہ کتاب نازل کی کہ فاتوا بسورة من مثلہ کہتا رہا اور کوئی نہ لا سکا۔

پس جس مصلحت سے خدا نے بے باپ ہونے کے عیب کو حضرت عیسی کے لیے اعلی درجہ کی صفت قرار دی اُسی طرح امی ہونیکے عیب کو رسول اللہ کے لیے بھی ایک ایسی صفت قرار دی کہ آج دنیا مین جتنے علوم ہین وہ اسی مدینۂ علم اور باب مدینۂ علم سے ماخوذ ہین۔

(باقی آیندہ)

آیۂ انما ولیکم اللہ

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱

امام صاحب کی دوسری دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۲ مین تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ "آیت مذکورہ یہ چاہتی ہو کہ جن مومنین کی ولایت کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہو۔ وہ نزول آیت کے وقت صفت ولایت سے متصف ہون (کیونکہ جملۂ اسمیہ ہی اور جملۂ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہو۔ اسی کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے زبانی بھی فرمایا تھا) پس اگر ولایت سے معنی تصرف و امامت کے لیے جائین تو لازم آتا ہو کہ مومنین مقصودین وقت

نزول آیت صفت ولایت سے متصف نہ ہوں کیونکہ علی بن ابی طالب وقت نزول آیت رسول اللہ کی زندگی میں نافذ التصرف نہ تھے۔ اور اگر ولایت کو محبت و نصرت کے معنی میں لیتے ہیں تو ولایت وقت نزول آیت ہی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اسکے علاوہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ جس ولایت کی یہود و نصاری سے ممانعت کی گئی ہے وہ بالفعل حاصل ہے۔ تو جس ولایت کا حکم دیا گیا ہے اُسکو بھی حاصل ہونا چاہیے تاکہ نفی و اثبات ایک ہی چیز پر وارد ہو۔ غرض جب ولایت بمعنی تصرف کا وقت نزول آیت حاصل ہونا محال ہوا تو یہاں مراد ہونا بھی محال ہے وہو المطلوب۔

جواب یہ بھی ایک نئی اور بالکل نوکھی منطق ہے۔ اگرچہ یہ بات کہ جملۂ اسمیہ ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے۔ کم علموں کی گویا زبان زد ہے۔ مگر امام صاحب کا ایسا بال کی کھال نکالنے والا ایسی بے اصل بات پر بھروسا کر کے اپنی مشہور تصنیف میں دھبہ لگائے۔ تعجب ہوتا ہے۔

معلوم نہیں امام صاحب نے یہ مطلب کہ صفت ولایت سے وقت نزول آیت متصف ہونا ضروری ہے کہاں سے لائے۔ فن معانی و بیان کی کتابیں تو صاف صاف امام صاحب کے خلاف گواہی دے رہی ہیں۔ ملاحظہ ہو مطول شرح تلخیص المفتاح علامۂ تفتازانی اما کون المسند فعلا فللتقیید باحد الازمنۃ الثلاثۃ علی اخصر وجہ مع افادۃ التجدد الذی ہو من لوازم الزمان الذی ہو جزء الفعل واما کونہ اسما فلافادۃ عدمہما ای عدم التقیید المذکور وافادۃ التجدد بل لافادۃ الثبوت والدوام لاغراض بذلک کما فی مقام المدح والذم وما اشبہ ذلک مما یناسبہ الدوام والثبوت کقولہ لا یالف الدرہم المضروب صرتنا وہو ما یجمع فیہ الدراہم۔ لکن یمر علیہا وہو منطلق یعنی ان الانطلاق ثابت لہ دائم من غیر اعتبار التجدد قال الشیخ عبد القاہر المقصود من الاخبار ان کان ہو الاثبات المطلق فینبغی ان یکون بالاسم و

ان کان الغرض لا یتم الا بالاشعار بزمان ذلک الثبوت فینبغی ان یکون بالفعل وقال ایضا موضوع الاسم علی ان یثبت به الشئ شئ من غیر اقتضاء انه یتجدد و یحدث شیئا فشیئا فلا تعرض فی زید منطلق لاکثر من اثبات الانطلاق فعلا له - کما فی زید طویل وعمرو قصیر واما الفعل فانه یقصد فیه التجدد والحدوث ومعنی زید ینطلق ان الانطلاق یحصل فیه جزء فجزء وھو یزاوله ویزجیه

(ترجمہ) مسند کا فعل ہونا دو فائدون کے واسطے ہی ایک تو تینون زمانون مین سے ایک کے ساتھ مقید ہوتا۔ دوسرے تجدد و حدوث مگر جب مسند اسم ہو تو یہ دونون فائدے حاصل نہین ہوتے بلکہ جہان ثبوت و دوام مناسب ہو وہان ثبوت و دوام کا فائدہ دیتا ہی جیسے مقام مدح یا ذم یا اُسکے مثل - جیسے کسی شاعر کا قول لا یالف الخ یعنی ہماری ہتھیلی سے سکہ دار درہم کو اُلفت نہین ہی مگر ہان اُسپر سے گذر ضرور ہوتا ہی اور برابر چلتا رہتا ہی - شیخ عبد القاہر جنھین عربیت مین تمام نحویین کا قبلہ گاہ کہنا چاہیے فرماتے ہین "خبر سے اگر صرف کسی چیز کا ثابت کرنا منظور ہو تو اسم کے ساتھ لانا چاہیے - اور اگر بغیر زمانہ کے ظاہر کیے ہوے غرض پوری نہ ہوتی ہو تو فعل کے ساتھ لانا چاہیے" اور یہ بھی کہا ہی کہ اسم اس لیے بنایا گیا ہی کہ اُس سے ایک چیز کے واسطے ایک چیز ثابت ہو وہ تجدد و حدوث کو نہین مقتضی ہی - غرض زید منطلق مین اسکے سوا کہ چلنا زید کا فعل ہی اور کسی چیز کا تعرض نہین ہی جیسے زید طویل (زید لمبا ہی) عمرو قصیر (عمر پست قامت ہی) مگر فعل مین تجدد و حدوث مقصود ہوتا ہی اور زید ینطلق کے معنی یہ ہین کہ زید سے چلنا ایک ایک جز کر کے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہی اور وہ چلنے کی مزاولت کرتا ہی اور اُسے آہستہ آہستہ کرتا جاتا ہی -

یہ عبارت بہت واضح طور پر دلالت کرتی ہی کہ جملۂ اسمیہ مین دوام و ثبوت صرف اُسی مقام پر ہوتا ہی جہان موقع ہو - ورنہ جملۂ اسمیہ مین محض ایک چیز کا ایک چیز کیلیے

ثابت ہونا اور اسکے سوا کوئی معنی بھی نہین ہین۔
اس مین دوام و ثبوت سوا ے خاص مقامات کے ہوتا ہی نہین۔ اور یہ تو ہماری زبان مین بھی بہت واضح ہی کہ "زید قائم ہی" کہنے کا ہرگز کوئی شخص یہ مطلب نہین سمجھتا کہ زید اسوقت سے لیکر قیامت تک کھڑا ہی رہیگا۔ نہ کبھی نہ بیٹھے گا نہ چلے گا۔
اور نہ اس مین زمانہ کا اشعار ہوتا ہی پھر معلوم نہین امام صاحب نے یہ کہان سے فرمادیا ہی کہ "آیت کا مطلب یہ ہی کہ فوراً صفت ولایت سے متصف ہونا چاہیے"

امام صاحب کی تیسری دلیل

تفسیر کبیر مطبوعۂ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ - یہ دلیل امام صاحب نے اپنے خیال مین ساتوین شمار کی ہو مگر صاحبان بصیرت سے پوشیدہ نہین ہی کہ امام صاحب کی تیسری چوتھی یا پانچوین چھٹی دلیل کو دعوے سے کوئی سروکار نہین ہی کیونکہ شروع بحث مین فرماتے ہین الذی یدل علی ان حملہ علی الناصر اولی وجوہ (ولی کے معنی مددگار ہونے کی چند دلیلین ہین) مگر ان مذکورہ دلیلون مین امام صاحب نے اپنے خیال مین یہ ثابت کرنے کا قصد کیا ہی کہ آیۂ مذکورہ مین الذین آمنوا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب نہین ہوسکتے روانی لہ ذالک) سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کا نام ہو (ھوکما تری) اسی وجہ سے مین نے اس مقام پر ان دلائل سے تعرض نہین کیا۔ اپنے موقع پر ناظرین اسکی رد انشاءاللہ تعالیٰ ملاحظہ کرینگے۔
اس دلیل کا خلاصہ یہ ہی کہ اس آیت مین خطاب تمامی امت سے ہو اور امت کو تو اسکا یقین تھا ہی کہ انکے متصرف و مدبر اللہ و رسول ہین پھر اس کلام کو محض مومنین کے دل خوش کرنے کے واسطے ذکر کیا ہی۔ اور انکی تعریف کی ہی کہ انھین کفار کو دوست و مددگار بنانے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ جسکے دوست و مددگار خدا و رسول ہونگے اسے یہود و نصاریٰ کے دوست و مددگار بنانے کی کیا حاجت باقی رہیگی۔

جواب - دیکھا آپ نے یہ بھی ایک انوکھی منطق ہو اسکے کل مقدمات محض نظری ہی نہین بلکہ شعری سفسطی اور بدیہی البطلان ہین - نہ تو آپ نے کسی مقدمہ پر کوئی دلیل بیان کی ہو نہ کوئی برہان - امام صاحب! آپ کا ایسا کلام جس مین محض دعوی ہی دعوی ہو وہی شخص مان سکتا ہو جو آپ کی تقلید کی رسی اپنے گلے کا ہار بنا چکا ہو اور آپ کے قول کو وحی منزل سمجھتا ہو - ہر شخص کیون ماننے لگا -

مین پوچھتا ہون کہ امت کو اسکا یقین کہ اسکے متصرف خدا اور رسول ہی ہین کہان سے حاصل ہوا - قرآن ہی سے یا کہین اور سے - اگر قرآن ہی سے حاصل ہوا تو یہ آیت اسکی مؤکد ہوگی - اور اگر کہین اور سے تو اسے بیان کرنا تھا ودونہ خرط القتاد

اب رہی یہ بات کہ یہ کلام محض دل خوش کن جملہ ہو - یہ تو آپ فرمایئے کہ میرا تو عقیدہ یہ ہو کہ تمام امور حکمیۂ دنیویہ دینیہ سے قرآن مجید کا ہر ہر جملہ مملو ہو - آپ نہ مانیے اور اسکو محض دل خوش کن فرمایئے آپ کو اختیار ہو -

مین اپنے بیان سابق مین عرض کر چکا ہون کہ یہ جملہ انشائیہ ہو اور خود امام صاحب بھی اسکا اقرار فرماتے ہین کہ لاشک انہ خطاب مع الامۃ (بیشک یہ امت کو حکم دیا گیا ہو) اور پھر فرماتے ہین کہ دل خوش کن جملہ ہو (وبینہما بون بعید العجب ثم العجب)

اب رہی یہ بات کہ جسکا دوست خدا ہو گا اسکو دوسرے کی دوستی کی کیا ضرورت بالکل صحیح ہو - مگر یہ تو فرمایئے آپ کو اس سے کیا فائدہ پہونچا! یعنی اس سے ثابت ہو گیا کہ ولی کے معنی دوست کے ہین؟ اہو سبحان اللہ! اگر اسی کا نام دلیل وحجت ہو تو پھر کیا کہنا! کیون جناب! مین کہتا ہون کہ "جسکا خدا سرپرست اسکو دوسرے کی سرپرستی کی کیا ضرورت" اب فرمایئے کیا ہوا؟ ولی کے معنی سرپرست کے ثابت ہو گئے تا؟ واقعی یہ استدلال اور پھر اسکا نام حجت - جل جلالہ -

یہ ترا بیان غالب یہ طریقۂ تصوف
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

امام صاحب کی چوتھی دلیل

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ - ماقبل والی آیت یحبھم ویحبونہ مین خدا نے
مومنین کی مدح کی ہی پس اگر آیۂ انما ولیکم اللہ مین بھی ولی بمعنی دوست لیے جائین
تو انما ولیکم اللہ ورسولہ اور یحبھم ویحبونہ اذلة علی المومنین اعزة
علی الکافرین دونون کا ایک مطلب ہوگا - اور یجاھدون فی سبیل اللہ
اور یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وھم راکعون کا ایک مطلب ہوگا
اور یہ آیت ماقبل والی آیت سے بالکل مطابق اور مؤکد ہوجاے گی - اور یہی
اولی ہے -

جواب - یہ بھی عجیب وغریب استدلال ہو - ماقبل والی آیت جملۂ خبریہ ہی اور یہ
آیت جملۂ انشائیہ اور حکم - امام صاحب نے دونون کو ایک کردیا - ٹکے سیر کھاجا
اور ٹکے سیر بھاجی اسی کا نام ہی - اسکے علاوہ امام صاحب کے قول کے موافق تو
لازم آتا ہی کہ تمام قرآن کی کل آیات کا ایک ہی مطلب ہی اقیموا الصلوة اور کتب
علیکم الصیام کا ایک ہی مطلب - جاھدوا اور کلوا واشربوا کا ایک ہی
مطلب - امنوا اکفروا کا ایک ہی مطلب وغیرہ وغیرہ - مگر اس صورت مین بہتر یہ
تھا کہ امام صاحب صرف ایک آیت الحمد للہ رب العالمین کی تفسیر بیان
فرمادیتے اور کہدیتے کہ سارے قرآن کا بس یہی مطلب ہی - امام صاحب نے بیکار
اتنی زحمت کی اور اتنی بڑی تفسیر لکھی -

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر ۔ پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اور سنیے! ابھی دو ورق قبل امام صاحب اسی آیت یحبھم ویحبونہ کی تفسیر مین
دعوی فرماچکے ہین کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہوئی ہی - اور اس
آیت کو عام مومنین کے واسطے فرماچکے ہین - اور یہان فرما رہے ہین کہ "دونون کا
ایک مطلب ہی" مین متحیر ہون کہ امام صاحب کی کس بات کو صحیح مانون اور کسکو غلط

نمازی کو شراب اُسنے پلائی جاکے مسجد مین کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹکا برہمن پر

اور سنیے! یہ ماقبل والی آیت خود زیر بحث ہی اور اُس آیت کا تمام مومنین یا حضرت ابوبکر کی شان مین نازل ہونا بالکل غلط ہی (اور مین انشاء اللہ اسکو آیندہ بحث مین ثابت کر دونگا) پھر بغیر بنیاد کی دیوار کھڑی کرنا اسی کا نام ہی۔ ماقبل والی آیت خاص جناب امیرؑ کی شان مین نازل ہوئی ہی (کما سنبینہ) پھر امام صاحب کے قول کے موافق تو اس آیت کو پہلی آیت کے مطابق کرنا اولی ہی۔ وہو المطلوب۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ (باقی آیندہ) فرمان علی

ضمیمۃ الکلام

ناظرین آپ نے میری تحریر متعلق تحقیق "ولی" ملاحظہ فرمائی جو اصلاح نمبر ۱ مین پوری شائع ہوئی۔ اور اخبار اہل حدیث نے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شائع کیا۔ تاہم مین اپنے معزز مخاطب مولوی ثناء اللہ صاحب کا شکر گزار ہون کہ جس طرح آپ نے "انما" کا معنی حصر ہونا مان لیا تھا اُسی طرح اسکو بھی مان لیا کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین ولی بمعنی متصرف و کارساز ہی۔ اگرچہ مولوی صاحب نے اثنائے کلام مین کہین کہین طبع آزمائی کی ہی۔ اور علوم آلیہ مین کچھ جولانی قلم دکھلائی ہی۔ اور اسپر ناز بھی کیا ہی جو ایک حد تک بیجا بھی نہین ہی۔ کیونکہ مولوی صاحب کو تو بقول خود (دیکھو اہل حدیث مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ) آپ کے اہل مذہب یکتا معقولی مان چکے ہین۔ ولو کان من قبیل فرض المحال پھر تو مولوی صاحب اپنے اوپر جہانتک فخر کرین کم ہی۔ مگر حیرت تو یہ ہو کہ آپ نے باوجودیکہ میرے مبرہن دعوے کو مان لیا ہی۔ پھر بھی آپ ابتداءہی مین مجھ سے پوچھتے ہین کہ "بس یہی زور تھا یا کچھ اور باقی ہی" ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جس پر مین اپنے معزز مخاطب کو اور تو کیا کہون مگر اتنا ضرور عرض کرونگا ؎

ایک ہی جلوہ مین بیخود ہوئے غش مین آئے تم نے اے حضرت ناصح ابھی دیکھا کیا ہی

دوسرا تعجب یہ ہے کہ مولوی صاحب باین دعواے منطقیت ابھی تک عموم وخصوص اور تناقض مین بھی فرق نہین سمجھے ہین ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

ذرا سنیے گا آپ آیۂ انما ولیکم اللہ مین جب ولی بمعنی دوست لیا جائے تو ان مین اور آیۂ المومنون بعضہم اولیاء بعض مین عموم وخصوص مطلق کی نسبت فرماتے ہین۔ ای سبحان اللہ اور اپنے خیال مین تناقض کو مٹانا چاہا ہے حالانکہ اسکی خبر نہین

جھڑائے سے نہ چھوٹے گا ارے قاتل نہ بن لڑکا
رفو داروں کے خون کا داغ کیا دھتا ہے کیچڑ کا

مولانا آپ اتنا جلد بھولیے گا تو بس کام چل چکا۔ ابھی تو آپ لفظ انما کی تحقیق سن چکے اور مان بھی چکے۔ کیا آپ کو یاد نہین رہا۔ انما بسبب اثبات الحکم للمذکور ونفیہ عما عداہ (انما شی مذکور کے واسطے ثبوت حکم اور ماسوا سے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔ پھر تو تقدیر آیتین یون ہوئی لیس ولیکم الا اللہ ورسولہ والمومنون الموصوفون کہیے اب بھی تناقض دونون آیتون مین آپ کے معنی کی بنا پر ہوا یا نہین۔

اچھا اگر اب بھی نہ سمجھے ہون تو یون سمجھیے آیہ مبحوث عنہا کی تقدیر یون ہوئی اللہ ورسولہ والمومنون الموصوفون اولیاء کم لاغیرھم من المومنین وغیرھم اور دوسری آیت کی تقدیر یون ہوئی المومنون کلہم اولیاء کم۔ اب بھی نہ سمجھے ہون تو اور واضح سنیے۔ مگر پہلے کتب اصول کو ملاحظہ کر لیجیے۔ کہ مومنون جمع مذکر سالم ہے اور محلی باللام ہے اور یہ مفید استغراق ہوا کرتا ہے۔ اب پہلی آیت کا قضیہ یون بنایئے لیس المومنون کلہم اولیاء کم (بل اللہ ورسولہ والمومنون الموصوفون) اور دوسری آیت کا قضیہ یون ہوا المومنون کلہم اولیاء کم۔ کہیے مولانا تناقض ہے یا نہین اب تو میرا یہ کہنا بیجا نہ ہو گا۔ کہ مولانا علوم آلیہ سے کام لینا اسکا نام ہے اور مین اُسکی طرف خطاب کر کے کہہ سکتا ہون ؎

ہٹا سے آئینہ او بے مروت دیکھنے والے اسے کیا حق تھا ہم میں تیری صورت دیکھنے والے

پھر آگے چل کر آپ فرماتے ہیں کہ "دونون آیتوں میں تناقص جب ہوتا کہ جن صفات کو آیت اولی میں لیا ہو ثانیہ میں اسکا عدم ماخوذ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ لابشرط شئی کے درجہ پر ہو"

مولانا لفظ انما کو یاد کیجیے انما کو اور اسکے معنی پر پھر غور کیجیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بشرط لاشئی کا مرتبہ ہو یا لابشرط شئی کا۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ عدم ثانیہ اولی میں ماخوذ ہو یا نہیں۔ آپ نے تو ابتداءً انما کا بمعنی حصر ہونا مان لینا آسان سمجھا تھا۔ مگر یہ نہ سمجھے تھے کہ ایک دن اسی کی بدولت کیا مصیبت نازل ہوگی

مفت کی پیتے تھے مے پر یہ نہ سمجھے تھے کہ ہان
رنگ لاے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یہ تو آپ کے نقض بر تناقض کی رد ہوئی۔ اب آگے چلیے آپ کی دوسری راہ بھی کانٹون سے بھری ہوئی ہو سنیے :۔

مولانا آیت انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الخ جملہ خبریہ ہو دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۵۹۔ قال الفراء المتقدیر اخبرکم بذلک حقاً ای اخبار احقا اور آیۂ انما ولیکم اللہ حقیقت جملۂ انشائیہ ہو۔ دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ ان قولہ ولیکم اللہ لاشک انہ خطاب مع الامۃ۔

یہ تو اجمال ہو اب تفصیل سنیے۔ آپ کی پیش کردہ تیسری آیت انما المومنون الخ جو آپ دونون آیت مبحوثہ کی تفسیر میں لائے ہیں وہ کسی طرح تفسیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اُس تیسری آیت میں خداوند عالم خبر دیتا ہو کہ مومنین ایسے ہوتے ہیں۔ اور میری پیش کردہ پہلی آیت انما ولیکم اللہ الخ مین خدا حکم دیتا ہو کہ تمھارے حاکم فلان فلان ہیں۔ اور یہ تمام صفات جو آپ کی دوسری اور تیسری آیت میں کامل مومنین کے مذکور ہیں وہ کُلّاً انما ولیکم اللہ الخ کے الذین امنوا میں منطوی ہیں۔ اسکے بعد خدا فرماتا ہو کہ محض کامل مومن ہونا امارت کے واسطے کافی نہیں ہو بلکہ یہ امر بھی ہو

جو کامل الایمان ہونے کے علاوہ اس خاص حالت سے متصف ہو۔ اب آپ کی سمجھ مین آیا؟ یون تفسیر القرآن بالقرآن کی جاتی ہے۔ ابتو میرا اتنا قصل اپنی جگہ پر اور مستحکم ہوگیا! لیجیے اسی تقریر سے آپ کی تیسری راہ بھی بند ہوگئی۔ خبر لیجیے۔

اب آپ اپنی چوتھی راہ کی فکر کیجیے۔ مولانا مین تو آپ کے علامہ صاحب کے جواب مین عرض کرچکا اور منتہی الارب کی عبارت بھی نقل کردی اور صفحہ وسطر بھی لکھدی اور آپ اسی پرچہ کے صفحہ ۹ کالم ۲ مین شایع بھی کرچکے۔ اور پھر آپ اسقدر جلد بھول گئے تو اسکا کیا علاج ہے۔ ذرا اعتراض کرتے وقت آگے پیچھے کی عبارت تو دیکھ لیا کیجیے اچھا لیجیے پھر سنیے۔ تولی ولی ساختن الخ پھر معلوم نہین آپ نے کس برتے پر مجھے بیتو لہم کو یاد دلایا ہے اور یتولہم کے معنی دوستی کے کس بھروسے پر فرماتے ہین۔ آپ نے بیکار اتنی سطرین لکھنے کی زحمت گوارا کی۔ اور پھر مزا یہ ہے کہ محض دعوی ہی دعوی ہے کوئی دلیل نہین

اب رہا سیاق سباق یہ تو آپ کے امام صاحب کی تقریر سے قبول کرا چکا ہون کہ تولی سے مراد دوستی نہین ہے سرپرستی ہے۔ اب اسکے مطابق ترجمہ وہی ہوا جو مین شروع بحث مین عرض کرچکا ہون۔ ایمان سے فرمائیے گا ہمارے ترجمہ سے آیت کا سیاق سباق رہتا ہے یا آپ کے ترجمہ سے۔

مولوی صاحب اسکے بعد کچھ دم لیکر استعمال مشترک پر اعتراض کرتے ہین ذرا سنیے گا منافات کی صورت مین تو آپ بھی منع جانتے ہین۔ اے سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد۔ ذرا تکلیف کرکے زیادہ نہین ایک ہی سطر اوپر ملاحظہ کیجیے۔ (اگر وہ مستدل امام صاحب سے پوچھے) کیون جناب یہ میرا قول ہے کیسے توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ اسی کا نام ہے یا نہین۔

مولانا منافات کے معنی تو آپ نے قریب قریب صحیح لکھے۔ پھر آگے چل کر بھٹک کیون گئے۔ اور کہنے لگے کہ حیض وطہر اور سیاہی وسفیدی مین منافات نہ کہنا تحکم ہے۔ مولوی صاحب خالی اعتراض ہی کی فکر مین نہ رہا کیجیے۔ یہ بھی تو سوچ لیا کیجیے کہ

تک بھی ہو یا نہین - کیا اس مین نزاع تھی کہ یہ چیزین باہم منافی ہین یا نہین - حاشا وکلا - ذرا پھر مثال کو دیکھیے المقرء من صفات النساء والجون من صفات الحیوان بس عدم منافات سیاہی اور سفیدی کے صفۃ للحیوان ہونے مین جو نہ نفس سیاہی وسفیدی مین - اسی طرح حیض وطہر مین تو منافات ظاہر ہو مگر فی کونہما صفۃ للنساء ہرگز منافات نہین - اب بھی آپ سمجھے لولا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ آپ تو اہل حدیث کے یکتا معقولی ہین پھر بھی آپ کی سمجھ مین نہ آیا - تعجب ہو -

مولوی صاحب نے پھر کچھ دم لیا - اور میرا مضمون ۱۲ نومبر کے اہل حدیث مین نقل کر کے اپنے امام صاحب کی تائید مین فرماتے ہین کہ "نزول کے مطابق سورتون کی ترتیب نہین ورنہ سورتون کے اجزا کی ترتیب تو منصوصی ہو اہل سنت کی حدیث مین ہو الخ" ناظرین انصاف سے ملاحظہ کرین کہ اول تو آپ سند بھی پیش کرتے ہین تو اہل سنت کی حدیث سے - چہ خوش - مولوی صاحب اسکو دوسرا کوئی کیون ماننے لگا - اسپر طرہ یہ ہو کہ آپ کسی کتاب کا حوالہ بھی نہین دیتے گویا اپنے منھ آپ خود سند ہین -

مولوی صاحب! غنچہ بھی کہین کہتا ہو رنگین ہون مین -

ثانیا - اگر بالفرض مین مان بھی لون کہ سورتون کے اجزا کی ترتیب یون ہی ہو - تو بھی آپ کا یا آپ کے امام صاحب کا مطلب کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا - تاوقتیکہ آپ یہ نہ ثابت کرین کہ یہ تمام آیات بیک وقت نازل ہوئی تھین - ورنہ سیاق وسباق سے بحث کرنا محض لغو ہوگا - کہیے مولوی صاحب اب آپ کے امام صاحب کا وہم ہوا یا میرا اور حقیقت میری طرف ہو یا آپ کے امام صاحب کی طرف - ذرا خدا لگتی کہیے گا -

اسکے بعد آپ میری طرف واقعات تصنیف کرنے کا اتہام لگاتے ہین سبحانک ان ھو الا افتراء مبین -

مولانا یہ مین نے کہان لکھا ہو کہ اسلام سے پہلے یہودیون کی حکومت تھی - مین نے یہ

بیشک لکھا ہی اور وہ بھی اپنے جی سے نہیں بلکہ آپ کے امام واجب الاتباع کا قول نقل کردیا ہی کہ چونکہ یہود و نصاری صاحبان دولت تھے۔ اوران منافقین کے بڑے بڑے ضروری اور مشکل کامون مین کام آتے تھے۔ اس وجہ سے انھین خوف تھا کہ ایسا نہ ہو محمدؐ کی حکومت بھی قائم نہ ہوا ور یہ بھی ہماری سرپرستی نہ کرسکین اور یہود و نصاری کی سرپرستی بھی ہمارے ہاتھ سے جاتی رہے) بس اسکو آپ سلطنت سمجھے۔ نازم باین اعلی فہمی۔ کہیے اب بھی سمجھ مین آیا یا نہین۔ اور اب تو مجھ پر جھوٹا الزام نہ لگا ئیے گا۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نہٕ دلبرا خطا این ست

آگے چل کر آپ مجھ پر خفا ہو کر فرماتے ہین کہ مین کہانتک آپ کی قرآن دانی کی نہین انصاف کی داد دون۔ ناظرین کچھ نہ سمجھے یہ غصہ کاہے کا ہی۔ مین نے جو سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم الخ اس بات کے ثبوت مین پیش کی تھی کہ جو کفار ہم سے دینی امور مین نہین لڑتے اور نہ ہمین شہر بدر کیا ہی اُنکے ساتھ دوستی کی ممانعت نہین ہی۔ بلکہ ایک گونہ دوستی وارتباط و احسان کا حکم ہی۔ اسی پر مولوی صاحب اپنے آپے سے باہر ہوئے جاتے ہین چنانچہ اسکے بعد فرماتے ہین آیت مین بر یعنی نیکی اور سلوک کرنے کی ترغیب ہی۔ نیکی اور چیز ہی اور دوستی و مودت اور چیز۔
مولوی صاحب افسوس اب آپ سے کچھ نہین بن پڑتا تو نزاع لفظی کا انداز ڈالنے لگے۔ تعصب نے میرے الفاظ و معنی کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ مولوی صاحب آپ پھر دیکھیے اور غور کیجیے مین نے یہ نہین لکھا ہی کہ "بر" کے معنی دوستی کے ہین البتہ اگر دوبارہ غور کرنا آپ کی شان کے خلاف ہو تو لیجیے اُسی آیت کے بعد کی آیت پڑھیے (انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم (ایا ندارو) خدا تم کو صرف اُن (کفار) سے دوستی کرنے کی ممانعت کرتا ہی جنھون نے تم سے دین کے بارے مین

لڑائی کی اور تم کو شہر بدر کیا۔ اور تمھارے نکالنے مین مدد دی۔
یہ تو آپ مان ہی چکے ہین کہ انما حصر کے واسطے اور ما سوا سے نفی حکم کا باعث ہوتا ہی۔ کہین اب نہ کہیے گا کہ عام کفار سے دوستی کی ممانعت ہی۔ ہان اور یہان آپ کا یہ والا حیلہ بھی نہین چل سکتا۔ کیونکہ یہان تو لفظ ہم موجود ہی۔
آگے چل کر آپ ۱۲ ذیقعدہ کے پرچہ مین مجھپر اعتراض کرتے ہوے ایک نرالی اور ایجاد بندہ تحقیق ارشاد فرماتے ہین کہ جملۂ معترضہ دونون طرف کے جملون سے صورت و اعراب مین بے تعلق ہوتا ہی لیکن معنی بن سے تعلق [illegible] ہوتا بلکہ ان مین سے ایک کے ساتھ معنی کا تعلق ضرور ہوتا ہی" مولوی [illegible] اسکو مین نے لکھا بھی ہی باکر [illegible] گفتگو سے کیسی پون [illegible] سے [illegible] رہے ہین [illegible] لگتے [illegible] مطلب نکالنا آپ کی خوش فہمی کی دلیل ہی۔ مولانا آپ نے مجھپر تو الزام لگایا کہ پوری عبارت نقل نہین کی مگر آپ نے پوری عبارت [illegible] مطون کی خوب پڑھی۔ مولانا [illegible] کا لفظ تو خود بتا رہا ہی کہ جملۂ معترضہ کو ماقبل [illegible] سے کوئی تعلق نہین ہوا کرتا۔ مگر چونکہ کلام بلغا مین واقع ہوا ہی اسوجہ [illegible] لغو بھی نہین ہو سکتا ہی بلکہ کوئی نہ کوئی فائدہ یا لطف آسکے [illegible] ہوتا ہی۔ اسی کو صاحب تلخیص نے لکھا ہی کا لتنزیہ والدعاء والمنسبة الخ
آگے چل کر جہان مین نے ولی کے بمعنی متصرف و کارساز ہونے پر آیتین پیش کی ہین آپ نے یحمل علی الاعم الاغلب کے معنی بیان کرکے فرمایا ہی" یہان تو معاملہ بالعکس ہی ولی بمعنی دوست اس کثرت سے آیا ہی کہ قرینہ کی حاجت نہین۔ بلکہ تبادر بھی ہی۔ اسلیے یہی معنی صحیح ہونگے"
مولوی صاحب! انھین آیات سے معلوم ہو گیا کہ ولی کس معنی مین کثرت سے آتا ہی۔ مین نے اکیس آیتین پیش کی تھین ان مین سے آپ نے کھینچ تان کر سات جگہ نشان دیکر ولی بمعنی دوست ہونے کا دعوی کیا ہی۔ اگر بفرض محال مین مان بھی لون کہ آپ کا دعوی صحیح ہی (ولیس کذلک) تو بھی کثرت کس کے ساتھ

رہتی ہی - شاید آپ کے خیال مین سات چودہ سے زیادہ ہی - واقعی آپ حساب بھی خوب جانتے ہین -

ہان مولانا آپ سے ایک بات پوچھتا ہون سچ سچ دیانت سے کہیے گا - آپ واقعی حضرت علی علیہ السلام کو خلیفۂ رابع بھی سمجھتے ہین یا فقط یون ہی لوگ آپ کی طرف نسبت دیتے ہین -

اگر آپ خلیفۂ بلافصل نہین چوتھا ہی سہی مانتے ہین تو پھر آپ کے دل ہین اُنکی طرف سے کیا برائی ہی کہ باوجودیکہ آپ اُن سے بدرجہا کم رتبہ اشخاص مثل امام رازی علامہ ابن تیمیہ کا نام بھی بغیر تعظیمی الفاظ مثلاً "حضرت" "علیہ الرحمہ" "والامقام" وغیرہ وغیرہ کے نہین لکھتے - مگر حضرت علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ یہ سب کچھ نہین - کیا وہ ان سے بھی گئے گذرے ہوے -

اور اگر اس سے صرف میرا دل دکھانا مقصود ہی تو آپ نے پھر مجھ سے اپنے ائمۂ سلف کے بارے مین منت سے گذارش کیون کی ہی -

آپ اُنکو قابل تعظیم نہ سمجھتے ہون نہ سمجھین - مگر مین تو اپنا سرتاج اور اللہ و رسول کے بعد اپنا سرپرست و کارساز سمجھتا ہون - آخر تہذیب بھی کوئی چیز ہی - آپ نے تو گویا قسم کھالی ہو کہ اُنکے نام کے ساتھ تعظیمی لفظ بھولے سے نہین لاتے اور سوا "علی" اور کچھ نہین لکھتے -

لطف حق باتو مدارا ہا کند　　چون زحد گذرد ترا رسوا کند

یہ تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا اب آپ اصل مضمون پر آیئے بسم اللہ -

قبول مذہب حق | الحمد للہ کہ یہ روح افزا خبر روز بروز بڑہتی جاتی ہی کہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضرات مذہب حق مین داخل ہو رہے ہین میری خواہش ہی کہ ایک صفحہ اسکے لئے مخصوص کر دون بشرطیکہ مومنین برابر اسکی خبر دیا کرین - حسب التحریر جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر ہسپتال کبیر والہ ضلع ملتان حسب ذیل حضرات مشرف بہ ایمان ہوے -

(۱) خدا بخش صاحب ولد میان محمد دین صاحب زمیندار ساکن شہر وزیر آباد ضلع گجرانوالہ اسوڈنٹ